www.KitaboSunnat.com

بیٹی کی شان و عظمت

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

دار النور اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

بیٹی

کی

شان و عظمت

www.KitaboSunnat.com

بیٹی

کی

شان و عظمت

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

دار النور - اسلام آباد

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

اشاعت ———— دسمبر 2014ء
قیمت ———— -/160 روپے
اہتمام ———— قدوسیہ اسلامک پریس
Tel # 042-37230585

پاکستان میں ملنے کے پتے

دار النور
اسلام آباد
Mobile: 0333-5139853 , 0321-5336844

مکتبہ قدوسیہ
رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Tel # +92-42-37351124 , +92-42-37230585
E-mail: maktaba_quddusia@yahoo.com

سعودی عرب میں ملنے کے پتے

مکتبہ بیت السلام
الریاض 11474 سعودی عرب
Phone: 4381122-4381155 Fax: 4385991
Mobiles: 0505440147-0542666646
0532666640

دار الفرقان
الریاض سعودی عرب
Phone & Fax: 4354686
Mobiles: 0507419921-0508176378
0553093117

متحدہ عرب امارات میں ملنے کا پتہ

دار السلام، شارجہ
Phone: 00971 6 5632623
Fax: 5632624

فہرست مضامین

پیش لفظ

- تمہید ۱۷
- کتاب کی تیاری میں پیش نظر باتیں ۱۸
- خاکۂ کتاب ۱۹
- شکر ودعا ۱۹

(۱)

اللہ تعالیٰ کا بیٹیوں کو بیٹوں سے پہلے ذکر کرنا

ارشادِ ربانی: ﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ........الآية ۲۱

بیٹیوں کے پہلے ذکر کرنے کی حکمت:

امام ابن قیم کی تحریر ۲۱

علامہ الوسی کی تحریر ۲۲

(۲)

بیٹی کی پیدائش پر افسردہ ہونے کا کافروں کی صفات میں سے ہونا

ارشادِ ربانی: ﴿وَإِذَا بُشِّرَ ....الآيتين ۲۳

ارشادِ ربانی: ﴿وَإِذَا بُشِّرَ........الآية ۲۳

امام ابن قیم کی تحریر ۲۳

دو مفید باتیں:

ا: امام احمد کا بیٹیوں کی ولادت پر ردِّ عمل:

اس بارے میں دو شہادتیں ۲۴
ب: بیٹی اور بیٹے دونوں کی ولادت پر مبارک باد دینا:
امام ابن قیم کا بیان ۲۵

(۳)

بیٹیوں کو ناپسند کرنے کی ممانعت

(۴)

بیٹیوں کا پیار کرنے والیاں اور بیش قیمت ہونا

حدیث شریف: "لَا تَكْرَهُوْا البنات .... الحديث ۲٦

(۵)

نیک بیٹیوں کا ثواب اور اُمید میں بیٹوں سے بہتر ہونا

ارشادِ ربانی: ﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنُ .... الآية ۲٦
تفسیرِ آیت میں امام عبید بن عمیر کا قول ۲۷

(٦)

بیٹیوں کا محسن باپ کے لیے دوزخ کے مقابلہ میں رکاوٹ بننا

ا: حدیث شریف: "مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثٌ .... الحديث ۲۸
ب: حدیث شریف: "مَنِ ابْتُلِيَ مِنَ الْبَنَاتِ .... الحديث ۲۹
دوسری حدیث کے حوالے سے چار باتیں:
ا: اس ثواب کا صرف بیٹیوں کی کفالت پر ہونا:
امام ابن بطال کا شرحِ حدیث میں بیان ۲۹
۲: اس ثواب کا صرف ایک بیٹی کی کفالت پر بھی ملنا:
علامہ قرطبی اور حافظ ابن حجر کے اقوال ۳۰

۳: بیٹی کے ساتھ [احسان کرنے] کے متعلق پانچ باتیں:
حافظ ابن حجر کا قول ۳۱
امام ابن أبی جمرہ کا قول ۳۳
۴: بیٹیوں کے [دوزخ کی آگ سے رکاوٹ] ہونے سے مراد:
علامہ قرطبی کا قول ۳۴
(۷)
بیٹیوں کا اپنے محسن باپ کو جنت میں داخل کروانا
حدیث شریف: ''مَامِنْ رَجُلٍ .... الحدیث ۳۴
فائدہ:
ایک بیٹی کا بھی محسن باپ کو جنت میں داخل کروانا:
ا: حدیث شریف: مَنْ كُنَّ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ .... الحدیث ۳۵
ب: حدیث شریف: مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ ..... الحدیث ۳۶
(۸)
دو بیٹیوں کے سرپرست کو روزِ قیامت رفاقتِ نبوی ﷺ میسر آنا
حدیث شریف: ''مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ .... الحدیث ۳۷
تنبیہات:
ا: (عَالَ جَارِيَتَيْنِ) کی شرح:
علامہ قرطبی اور امام نووی کے اقوال ۳۷
۲: (حَتَّى تَبْلُغَا) [یہاں تک کہ وہ سنِ بلوغت کو پہنچ جائیں] سے مراد: ۳۷
علامہ قرطبی کا بیان ۳۸
۳: (وَضَمَّ أَصَابِعَهُ) ''اور اپنی انگلیوں کو ملایا'' سے مراد:

حافظ ابن حجر کا بیان ۳۹

(۹)

بیٹیوں کے لیے ایثار کرنے والی والدہ کے لیے وجوبِ جنت

(۱۰)

بیٹیوں کے لیے ایثار کرنے والی والدہ کے لیے آزادیٔ جہنم

(۱۱)

بیٹیوں کے لیے ایثار کرنے والی والدہ کے لیے رحمتِ الٰہی

حدیث شریف: ''إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَوجَبَ لَهَا ...... الحديث ۴۰

ایک دوسری روایت: ''لَقَدْ رَحِمَهَا اللّٰهُ ...... الحديث ۴۱

(۱۲)

بیٹی کی رضامندی کے بغیر نکاح کا نہ ہونا

ا: حدیث شریف: ''لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ .... الحديث ۴۱

امام بخاری اور امام نووی کے اس پر تحریر کردہ عنوانات ۴۲

ب: حدیث شریف ''اَلْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ .... الحديث ۴۳

ج: حدیث شریف: ''تُسْتَأْمَرُ الْيَتِيمَةُ .... الحديث ۴۳

امام ابن حبان کا اس پر تحریر کردہ عنوان ۴۴

دو قابل توجہ باتیں:

۱: بیٹی سے کب اجازت لی جائے؟ ۴۴

۲: دوشیزہ کی خاموشی کا معنیٰ اس کے لیے واضح کرنا ۴۵

(۱۳)

بیٹی کی مرضی کے خلاف کیے ہوئے نکاح کا مردود ہونا

ا: بیوہ کی اجازت کے خلاف نکاح کا مردُود ہونا:

حدیث خنساء رضی اللہ عنہا ۴۵

ب: دوشیزہ کی اجازت کے خلاف کیا ہوا نکاح: ۴۶

امام بخاری کے اس پر تحریر کردہ عنوانات ۴۶

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما ۴۶

امام ابن قیم کی تحریر ۴۷

ضروری تنبیہ:

دوشیزہ کی مرضی کے خلاف نکاح کرنے کی دلیل اور اس کا جواب ۴۸

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما ۴۸

ولی کے بغیر بیٹی کے نکاح کا نہ ہونا

ا: حدیث شریف: "لَانِکَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ ۵۱

حضرات ائمہ ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان کے اس پر تحریر کردہ عنوانات ۵۱

شرح حدیث میں امیر صنعانی کا قول ۵۲

۲: حدیث شریف: أَیُّمَا امْرَأَةٍ نَکَحَتْ .... الحدیث ۵۳

امام ابن حبان کا اس پر تحریر کردہ عنوان ۵۳

دو قابل توجہ باتیں:

ا: لفظ [أَیُّمَا] کا الفاظِ عموم میں سے ہونا:

شیخ مبارکپوری کا بیان ۵۳
ب: ایسے نکاح کو تین دفعہ [باطل] قرار دینا ۵۴
شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی تحریر ۵۴
۳: فاروق رضی اللہ عنہ کا بغیر ولی کے کئے ہوئے نکاح کو ختم کرنا ۵۵
۴: ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا فتوی: "لَا تُنْكِحِ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا ......الخ ۵۵
۵: ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتوی: الْبَغَايَا اللاتي ۵۵
۶: عمر بن عبد العزیز کا ایسے نکاح کو ختم کرنا ۵۶
امام ترمذی کا بیان ۵۶
ولی کی شرط کی حکمت:
شاہ ولی اللہ دہلوی کا قول ۵۷

شرطِ ولی کے نکاح میں رکاوٹ بننے کو روکنے کی آٹھ تدبیریں

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیوہ بیٹی کے نکاح کے لیے اہتمام ۵۸
ا: ولی کے نہ ہونے کی صورت میں حاکم کا ولی ہونا:
حدیث: "وَالسُّلْطَانَ مَوْلٰی ۵۹
علامہ ابن قدامہ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے اقوال ۵۹
۲: ولی اور سلطان دونوں کی عدم موجودگی میں عادل شخص کا نکاح کروانا:
علامہ ابن قدامہ کا قول ۶۰
۳: بے رابطہ غائب کی ولایت کا دوسرے کو منتقل ہونا:

علامہ الخرقی کا قول ٦١

۴: گم شدہ یا قیدی کی ولایت کا دوسرے کو منتقل ہونا:

شیخ شربینی کی تحریر ٦٢

۵: نااہل کی ولایت کا دوسرے کو منتقل ہونا:

امام نووی کا قول ٦٣

٦: باہمی تنازعہ کرنے والوں کی ولایت کا حاکم کو منتقل ہونا:

حدیث شریف: فَإِن اشْتَجَرُوْا ٦٣

۷: بے جا حمیت کے سبب رکاوٹ بننے کی ممانعت:

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث ٦٤

آیت شریفہ: (فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ) ٦٥

اس کی تفسیر میں امام طبری کا قول ٦٦

بے جا حمیت کی ایک شکل کے متعلق شیخ ابن باز کا قول ٦٦

بے جا حمیت پر اصرار کے وقت حاکم کی ذمہ داری:

حافظ ابن حجر اور شیخ ابن باز کے اقوال ٦٧

۸: ذاتی مصلحت کے سبب رکاوٹ بننے کی ممانعت:

شیخ ابن باز کا بیان ٦٨

اولیاء کے رکاوٹ بننے کے متعلق شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا قول ٦٨

(۱۴)

ہدیہ میں بیٹی کا بیٹے کے برابر حصہ

حدیث شریف: ’’فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ ......الحدیث...................... ۷۱

دیگر سات روایات.. ۷۱

ان روایات کے متعلق چھ باتیں:

۱: عطیہ میں عدم مساوات کا ظلم، نادرست، خلافِ حق ہونا ۷۳

۲: عدمِ مساوات پر آنحضرت ﷺ کا احتساب فرمانا ۷۳

۳: عدمِ مساوات کا باعث بننے والے عطیہ کی واپسی کا حکم ۷۳

۴: لفظ [اولاد] میں بیٹے اور بیٹی دونوں کا شامل ہونا...... ۷۳

۵: عطیہ میں مساوات کے متعلق دو آراء................ ۷۳

مذکورہ بالا روایات کی وجوبِ مساوات پر دلالت ۷۴

ایک روایت پر امام بخاری کا تحریر کردہ عنوان...... ۷۴

امام ابن حبان کے تحریر کردہ سات عنوانات.......... ۷۴

امام ابن قیم کا قول.. ۷۶

۶: عطیہ میں مساوات کی کیفیت کے متعلق دو آراء........... ۷۷

حدیث کی روشنی میں دونوں میں حقیقی برابری کا راجح ہونا ۷۷

دو احادیث سے اس رائے کی تائید:

ا: حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما........................ ۷۷

ب: حدیث انس رضی اللہ عنہ........................ ۷۷

اس بارے میں بعض علماء کے اقوال:
ا: امام ابن حزم کا قول...... ۷۸
ب: حافظ ابن حجر کا قول........... ۷۹

(۱۵)

بیٹی کا وراثت میں حصہ

ا: ارشادِ ربانی: ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ .... الآیۃ...... ۷۹
آیتِ کریمہ کے متعلق چھ باتیں:
ا: آیتِ شریفہ کا شانِ نزول:
حدیث جابر رضی اللہ عنہ.................................... ۸۰
امام ترمذی کا اس پر تحریر کردہ عنوان...... ۸۲
۲: ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ﴾ کے ساتھ آیت کا آغاز:
ا: امام زجاج کا بیان.................................... ۸۲
ب: قاضی ابوسعود کا بیان.................................... ۸۲
ج: شیخ سعدی کا بیان.................................... ۸۲
د: شیخ ابن عاشور کا بیان.................................... ۸۳
۳: ارشادِ ربانی: ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ﴾:
وراثت کی تقسیم میں عورت کے حصہ کو معیار بنانا:
شیخ محمد رشید رضا کا بیان........... ۸۳
۴: ارشادِ ربانی: ﴿آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ﴾:

اللہ تعالیٰ ہی کو کم یا زیادہ نفع دینے والے ورثاء کا علم ہونا ۸۳
۵: ارشادِ ربانی: ﴿فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ﴾:
وراثت میں حصوں کا تعین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا ۸۴
۶: اختتام آیت: ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾:
تقسیمِ وراثت کا اللہ تعالیٰ کے علم وحکمت سے ہونا ۸۴
ب: ارشادِ ربانی: ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ .... الآية ۸۴
آیت شریفہ کے متعلق چار باتیں:
ا: آیت شریفہ کا شانِ نزول:
قتادہ کا قول ۸۵
۲: عورتوں کے حقِ وراثت کے مستقل ذکر کرنے کی حکمت:
قاضی ابوسعود کا بیان ۸۵
۳: ارشادِ ربانی: ﴿مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ﴾:
[ترکہ کے تھوڑا یا زیادہ] ہونے کے ذکر کی حکمت:
قاضی ابوسعود کا بیان ۸۶
۴: اختتامِ آیت: ﴿نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾:
اس سے مراد:
شیخ ابن عاشور کا قول ۸۶
ج: حدیث شریف: "اَلثُّلُثُ كَبِيرٌ إِنَّكَ .... الحديث ۸۷
امام بخاری کا اس پر تحریر کردہ عنوان ۸۸
بیٹے کا حصہ بیٹی سے دگنا ہونے کی حکمت:
مردوں پر اخراجات کی ذمہ داری:

تین دلائل:

ا:عورتوں کی بجائے مردوں پر اخراجات کی ذمہ داری:

ارشادِ ربانی: ﴿اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ ......الآیة...... ۸۹

تفسیر آیت میں شیخ المراغی کا قول ۸۹

ب: بیوی کا خاوند کو اپنا صدقہ وخیرات دینے کا جواز:

حدیث زینب زوجہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما ۹۰

امام بخاری کا اس پر تحریر کردہ عنوان ۹۲

ج: دودھ پلانے والی مطلّقہ اور شیر خوار بچے کا خرچہ والد کے ذمہ ہونا:

ارشادِ ربانی: ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ﴾ ......الآیة...... ۹۳

آیت شریفہ کے متعلق دو باتیں ۹۳

اسلامی نظامِ وراثت کے متعلق ڈاکٹر لوبون کا بیان ۹۴

(۱۶)

فوائدِ وقف سے بیٹیوں کو محروم کرنے کا دستورِ جاہلیت ہونا

ارشادِ ربانی: ﴿وَقَالُوْا فِيْ بُطُوْن.............. الآیة ۹۵

تفسیر آیت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ۹۵

دورِ جاہلیت کے لوگوں کے طرزِ عمل کے اسباب:

علامہ ابن العربی اور شیخ ابن عاشور کے اقوال ۹۶

آیت شریفہ کے حوالے سے دو باتیں:

ا: فوائد وقف کی بیٹیوں کے لیے تخصیص کا باطل ہونا:

امام مالک کا استدلال: ۹۸

۲: کھانے پینے کی بعض چیزوں کی بیٹوں کے لیے تخصیص کا ناجائز ہونا: ۹۸

تنبیہ:

(محرم علی أزواجنا) کی تفسیر میں دواقوال...... ۹۹

(۱۷)

نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ میں بیٹی کا مقام

ا: آنحضرت ﷺ کا بیٹیوں سے معاملہ:

اس بارے میں آٹھ باتیں ۹۹

ب: آنحضرت ﷺ کا نواسوں سے تعلق اور برتاؤ:

اس بارے میں سات باتیں ۱۰۱

ج: آنحضرت ﷺ کا دامادوں سے تعلق:

اس بارے میں دس باتیں ۱۰۲

حرفِ آخر

ا: خلاصۂ کتاب ۱۰۵

ب: اپیل ۱۱۰

المراجع والمصادر ۱۱۳۔۱۲۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

إنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِينُهٗ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ. وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. وَأَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ.

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ ❶

﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ ❷

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا. يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ ❸

امابعد!

اسلام کے متعلق پھیلائی ہوئی سرفہرست غلط فہمیوں میں سے ایک اسلام میں بیٹی

---

❶ سورة آل عمران/ الآية ١٠٢.
❷ سورة النساء/الآية الأولى.
❸ سورة الأحزاب/ الآيتان ٧٠ـ٧١.

کی حیثیت کے متعلق ہے۔ اس غلط فہمی کے اسباب میں سے دشمنوں کا جھوٹا اور معاندانہ پروپیگنڈا، بعض مسلمانوں کی اس بارے میں بے خبری اور بعض دوسرے مسلمانوں کی اسلامی تعلیمات سے بے اعتنائی اور بے پروائی ہیں۔

میں نے خود اپنے آپ اور پھر دوسروں کی آگاہی اور یاد دہانی کی خاطر توفیقِ الٰہی سے اس کتاب میں قرآن وسنت کی روشنی میں بیٹی کے مقام ومرتبہ کے بارے میں گفتگو کرنے کا عزم کیا ہے۔

کتاب کی تیاری میں پیشِ نظر باتیں:

رب رحیم وکریم کی توفیق سے درج ذیل باتوں کے اہتمام کی کوشش کی ہے:

۱: کتاب کی اساس اور بنیاد کتاب وسنت ہے۔

۲: احادیث شریفہ کو عموماً ان کے مراجع اصلیہ سے نقل کیا گیا ہے۔ صحیحین کے علاوہ دیگر کتبِ حدیث سے منقولہ احادیث کے متعلق اہل علم کے اقوال پیش کئے گئے ہیں۔ صحیحین کی احادیث کی صحت پر اجماع امت کے پیش نظر ان کے متعلق کسی کا قول ذکر نہیں کیا گیا۔ [1]

۳: آیاتِ شریفہ اور احادیثِ مبارکہ سے استدلال کرتے وقت کتبِ تفسیر اور شروحِ حدیث سے استفادہ کی کوشش کی گئی ہے۔

۴: نبی کریم ﷺ کے اپنی بیٹیوں کے ساتھ رویے کو توفیقِ الٰہی سے میری ایک مستقل کتاب بعنوان [نبی کریم ﷺ بحیثیت والد] میں تفصیل سے بیان کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ البتہ اس کا خلاصہ اس کتاب کے آخر میں شامل کر دیا گیا ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو: مقدمة النووي لشرحه على صحيح مسلم ص ١٤ ؛ و نزهة النظر شرح نخبة الفكر للحافظ ابن حجر ص ٢٩.

۵: کتاب کے آخر میں مراجع ومصادر کے متعلق تفصیلی معلومات درج کردی گئی ہیں۔

خاکۂ کتاب:

رب علیم وحکیم کی توفیق سے کتاب کی تقسیم درج ذیل صورت میں کی گئی ہے۔

پیش لفظ

اصل کتاب:

سولہ عنوانوں کے ضمن میں بیٹی کی شان وعظمت کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے۔

عنوان نمبر سترہ کو[نبی کریم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ میں بیٹی کا مقام] کے لیے مخصوص کیا گیا ہے۔

حرف آخر:

ا: خلاصہ کتاب

ب: اپیل

شکرودعا:

بندۂ ضعیف دل کی گہرائیوں سے اپنے رب رحمٰن ورحیم کا شکرگزار ہے، کہ انہوں نے اس اہم موضوع کے متعلق کام شروع کرنے کی مجھ کمزور اور ناتواں کو توفیق عطا فرمائی۔ انہی سے اس معمولی سی کوشش میں راہنمائی، برکت اور قبولیت عطا فرمانے کی عاجزانہ التجا ہے۔ اللہ کریم اسے میرے والدین محترمین اور میرے لیے صدقہ جاریہ بنا دیں۔ إِنَّهُ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ .

اللہ تعالیٰ میری اہلیہ محترمہ، عزیز ان القدر بیٹوں اور بہوؤں کو میری مقدور بھر خدمت کرنے کا دنیا وآخرت میں بہترین صلہ عطا فرمائیں اور اس کتاب کے ثواب میں ان سب کو شریک فرمائیں۔ إِنَّهُ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ .

الہدیٰ انٹرنیشنل اسلام آباد کے لیے شکر گزار اور دعا گو ہوں، کہ توفیقِ الٰہی سے میری اس کتاب اور ایک دوسری کتاب [نبی کریم ﷺ بحیثیت والد] کے لیے نقطۂ آغاز ان کے ہاں میرا ایک درس بنا۔ ❶

کتاب کی مراجعت میں بھر پور دلچسپی اور تعاون کے لیے عزیز القدر عمر فاروق قدوسی کا شکر گزار اور ان کے لیے دعا گو ہوں۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی جَمِيْعًا خَيْرَ الْجَزَاءِ فِي الدَّارِيْنِ .

قبل از نمازِ مغرب ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ	فضل الٰہی
بمطابق یکم مئی ۲۰۰۸ء	اسلام آباد

نوٹ: کتاب کی اس طبع (پنجم) میں توفیق الٰہی سے دو باتوں کا اہتمام کیا گیا ہے:

ا: مقدور بھر غلطیوں کی اصلاح

ب: درج ذیل دو نئے موضوعات کے متعلق گفتگو:

۱: شرط ولی کے نکاح میں رکاوٹ بننے کو روکنے کی آٹھ تدبیریں

۲: فوائد وقف سے بیٹیوں کو محروم کرنے کا دستور جاہلیت ہونا

والحمد للّٰہ علی توفیقه

---

❶ یہ درس بعنوان [اسلام میں بیٹی کا مقام] مؤرخہ ۲۰۰۳/۹/۲۲ کو دیا گیا۔

(۱)

اللہ تعالیٰ کا بیٹیوں کو بیٹوں سے پہلے ذکر کرنا

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿لِلَّهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ﴾ [1]

[آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ وہ جو چاہتے ہیں پیدا کرتے ہیں، جسے چاہتے ہیں بیٹیاں عطا کرتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں، بیٹے عطا کرتے ہیں۔]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے بیٹیوں کے دینے کا ذکر فرمایا، پھر بیٹوں کے عطا فرمانے کا ذکر کیا۔ امام ابن قیم اس بارے میں دو اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"وَعِنْدِيْ وَجْهٌ آخَرَ، وَهُوَ أَنَّه سُبْحَانَهُ قَدَّمَ مَا كَانَتْ تُؤَخِّرُهُ الْجَاهِلِيَّةُ مِنْ أَمْرِ الْبَنَات، حَتَّى كَأَنَّ الْغَرَضَ بيَانُ أَنَّ هٰذَا النَّوْعَ الْمُؤَخَّرَ الْحَقِيرَ عِنْدَكُمْ مُقَدَّمٌ عِنْدِيْ فِيْ الذِّكْرِ." [2]

[میرے نزدیک اس کی ایک اور حکمت ہے اور وہ یہ ہے، کہ اللہ سبحانہ نے بیٹیوں کو مقدم کیا ہے، جن کو اہل جاہلیت مؤخر کرتے تھے، گویا کہ یہ بیان

---

[1] سورة الشورى / جزء من الآية ٤٩.

[2] التفسير القيم ص ٤٣٣؛ وتحفة المودود بأحكام المولود ص ٢٧.

کرنا مقصود تھا، کہ تمہاری طرف سے نظر انداز کی ہوئی یہ حقیر قسم میرے نزدیک ذکر میں مقدّم ہے]

علامہ الوسی نے اپنی تفسیر میں اس بارے میں متعدد اقوال نقل کیے ہیں، اور انہی میں سے دو درج ذیل ہیں:

وَقِيْلَ قَدَّمَ الإنَاثَ تَوْصِيَةً بِرِعَايَتِهِنَّ لِضُعْفِهِنَّ، لاسِيَّمَا وَكَانُوْا قَرِيْبِي الْعَهْدِ بالْوَأْدِ.

وَقِيْلَ لِتَطْيِيْبِ قُلُوْبِ آبَائِهِنَّ لِمَا فِيْ تَقْدِيْمِهِنَّ مِنَ التَّشْرِيْفِ لِأَنَّهُنَّ سَبَبٌ لِتَكْثِيْرِ مَخْلُوْقَاته تَعَالٰى. ❶

[اور کہا گیا ہے: عورتوں کی کمزوری کے پیش نظر ان کا خصوصی خیال رکھنے کی تاکید کی خاطر انہیں مقدّم کیا گیا ہے اور خصوصاً اس لیے، کہ وہ زندہ درگور کرنے کے زمانہ سے قریب تھے۔

اور کہا گیا ہے: ان کے باپوں کے دلوں کو راضی کرنے کی غرض سے، کیونکہ ان کے پہلے ذکر کرنے میں ان کی تکریم ہے، [اور ان کی تکریم اس لیے ہے] کیونکہ وہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کی کثرت کا سبب ہیں]

حکمت کچھ بھی ہو، لیکن یہ بات تو واضح ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر بیٹیوں کو یہ اعزاز عطا فرمایا ہے، کہ ان کا ذکر بیٹوں سے پہلے کیا ہے۔

---

❶ ملاحظہ ہو: روح المعاني ۲۵/ ۵٤.

(۲)

بیٹی کی پیدائش پرافسردہ ہونے کا کافروں کی صفات میں سے ہونا

اللہ عزوجل نے مشرکوں کی ایک بری عادت کا ذکر کرتے ہوئے ارشادفرمایا:

﴿وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِالۡاُنۡثٰى ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيۡمٌ يَتَوَارٰى مِنَ الۡقَوۡمِ مِنۡ سُوۡٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمۡسِكُهٗ عَلٰى هُوۡنٍ اَمۡ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ﴾ [1]

[اور جب ان میں سے کسی کولڑکی کی خوش خبری دی جاتی ہے،تو اس کا چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے، اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے۔ اسے دی گئی بشارت کی وجہ سے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے۔ آیا ذلت کے باوجود اس کو [اپنے پاس] رکھ لے یا اسے مٹی میں ٹھونس دے۔ آ گاہ رہو، کہ ان کا فیصلہ بڑا بُرا ہے]۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحۡمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّهُوَ كَظِيۡمٌ﴾ [2]

[اور جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوش خبری دی جائے، جس کی اس نے رحمان کے لیے مثال بیان کی ہے، تو اس کا چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے۔]

امام ابن قیم لکھتے ہیں:

---

[1] سورة النحل/الآيتان ۵۸۔۵۹.

[2] سورة الزخرف /الآية ۱۷.

إِنَّ التَسَخُّطَ بِالأنَاثِ مِنْ أَخْلَاقِ الْجَاهِلِيَّةِ الَّذِيْنَ ذَمَّهُمُ اللّٰه سُبْحَانَهُ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ ....الآيتين﴾ وقال تعالى: ﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا....الآية﴾. ❶

بیٹیوں کی [پیدائش] پر خفا ہونا جاہلانہ عادات میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی اپنے ارشاد عالی میں مذمت فرمائی ہے۔ (پھر امام ابن القیم نے مذکورہ بالا تینوں آیات نقل کی ہیں)۔

دو مفید باتیں:

ا: امام احمد کا بیٹیوں کی ولادت پر ردّ عمل:

ا: امام احمد کے صاحبزادے صالح بیان کرتے ہیں، کہ جب ان کے ہاں بیٹی کی ولادت ہوتی، تو وہ فرماتے:

"اَلْأَنْبِيَاءُ كَانُوا آبَاءَ بَنَاتٍ."

[''انبیاء علیہم السلام بیٹیوں کے باپ تھے۔'']

نیز فرماتے:

"قَدْ جاءَ فِي الْبَنَاتِ مَا قَدْ عَلِمْتَ." ❷

[''بے شک بیٹیوں کے متعلق جو کچھ (قرآن وسنت میں) آیا ہے، وہ تجھے معلوم ہی ہے۔'']

---

❶ ملاحظہ ہو: التفسير القيم ص ٤٣٣؛ وتحفة المودود بأحكام المولود ص ٢٧.

❷ المرجع السابق، ص ٣٢.

۲: یعقوب بن بختان نے بیان کیا: ''میرے ہاں سات بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ جب بھی میرے ہاں بیٹی پیدا ہوتی، تو (امام) احمد بن حنبل میرے پاس تشریف لاتے اور مجھ سے فرماتے:

"يَا أَبَا يُوْسُفُ! الْأَنْبِيَاءُ آبَاءُ بَنَاتٍ."

[''اے ابو یوسف! انبیاء علیہم السلام بیٹیوں کے باپ تھے۔'']

ان کا یہ فرمانا میرے غم کو ختم کر دیتا۔ ❶

ب: بیٹی اور بیٹے دونوں کی ولادت پر مبارک باد دینا:

امام ابن قیم لکھتے ہیں:

"وَلَا يَنْبَغِي لِلرَّجُلِ أَنْ يُهَنَّى ءَ بِالْاِبْنِ وَلَا يُهَنَّى ءَ بِالْبِنْتِ، بَلْ يُهَنِّيءُ بِهِمَا أَوْ يَتْرُكُ التَّهْنِئَةَ لِيَتَخَلَّصَ مِنْ سُنَّةِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَإِنَّ كَثِيْرًا مِنْهُمْ كَانُوْا يُهَنَّئُوْنَ بِالْاِبْنِ، وَبِوَفَاةِ الْبِنْتِ دُوْنَ وِلَادَتِهَا." ❷

[''آدمی کے لیے جائز نہیں، کہ بیٹے کی (پیدائش پر) مبارک باد دے اور بیٹی کی (پیدائش پر) مبارک باد نہ دے، بلکہ وہ یا تو دونوں کی (پیدائش پر) مبارک باد دے یا دونوں پر نہ دے، تاکہ وہ طریقہ جاہلیت سے بچ جائے، کیونکہ ان کی اکثریت بیٹے کی (پیدائش پر) مبارک باد دیتی تھی اور بیٹی کی ولادت کی بجائے اس کی وفات پر مبارک باد دیتی تھیں۔'']

---

❶ تحفة المودود في أحكام المولود، ص ۳۲. www.KitaboSunnat.com

❷ المرجع السابق، ص ۳٤.

(۳)
بیٹیوں کو ناپسند کرنے کی ممانعت
(۴)
بیٹیوں کا پیار کرنے والیاں اور بیش قیمت ہونا

امام احمد اور امام طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا تَكْرَهُوا الْبَنَاتِ فَإِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْغَالِيَاتُ." [1]

[بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو، کیونکہ یقیناً وہ تو پیار کرنے والیاں اور قیمتی چیز ہیں]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث شریف میں بیٹیوں سے نفرت کرنے سے منع فرمایا۔ مزید براں ان کی فطرت وحیثیت کو واضح فرمایا، کہ وہ تو اپنے والدین سے پیار کرنے والیاں اور قیمتی چیز ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک میں ضمنی طور پر یہ بات ہے، کہ ان سے نفرت کرنے والا ان کی قدر و قیمت سے آگاہ نہیں اور جو بھی اس سے آگاہ ہوگا، وہ ضرور ان سے محبت کرے گا۔

(۵)
نیک بیٹیوں کا ثواب اور امید میں بیٹوں سے بہتر ہونا

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

---

[1] منقول از: مجمع الزوائد، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في الأولاد، ۸/۱۵۶. حافظ ہیثمی لکھتے ہیں، کہ اس کو احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس میں (ایک راوی) ابن لہیعہ ہیں، اور ان کی روایت کردہ حدیث [حسن] ہوتی ہے اور اس کے بقیہ راویان ثقہ ہیں۔ (ملاحظہ: المرجع السابق ۸/۱۵۶).

﴿اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًا﴾ ❶

[مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور باقیات صالحات آپ کے رب کے ہاں ثواب میں اور امید کی رُو سے زیادہ اچھی ہیں۔]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے [الباقیات الصالحات] کو ثواب اور امید کے اعتبار سے مال اور بیٹوں سے بہتر قرار دیا۔ [الباقیات الصالحات] سے مراد کیا ہے؟ اس بارے میں مفسرین کے ایک سے زیادہ اقوال ہیں۔ امام عبید بن عمیر ❷ کے قول کے مطابق ان سے مراد نیک بیٹیاں ہیں۔ علامہ قرطبی نقل کرتے ہیں، کہ انہوں نے آیت شریفہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

"يَعْنِي الْبَنَاتِ الصَّالِحَاتِ هُنَّ عِنْدَ اللّٰهِ لِآبَائِهِنَّ خَيْرٌ ثَوَابًا، وَخَيْرٌ أَمَلًا فِي الْآخِرَةِ لِمَنْ أَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ." ❸

---

❶ سورة الكهف/الآية ٤٦.

❷ کبار تابعین اور مکہ مکرمہ میں موجود تابعین کے ائمہ میں سے تھے۔ انہوں نے حضرات صحابہ اپنے والد عمیر، عمر، علی، ابی بن کعب، ابی موسیٰ اشعری، ابو ہریرہ، ابوسعید خدری، عائشہ، ام سلمہ، ابن عمر، ابن عمرو اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کی ہیں۔ مکہ مکرمہ میں ان کا حلقہ درس تھا، جس میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی تشریف لاتے تھے اور ان کے درس کی تعریف کرتے تھے۔ عوام بن حوشب نے بیان کیا ہے، کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ان کے درس میں روتے ہوئے دیکھا۔ امام ابن حبان نے لکھا ہے، کہ وہ ۶۸ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: سير أعلام النبلاء ٤/ ١٥٦-١٥٧، و تهذيب التهذيب ٧/ ٧١).

❸ تفسير القرطبي ١٠/ ٤١٥-٤١٦.

[یعنی نیک بیٹیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے احسان کرنے والے باپوں کے لیے آخرت میں ثواب اور اچھی امید کے اعتبار سے بہتر ہیں۔]

(٦)

بیٹیوں کا محسن باپ کے لیے دوزخ کے مقابلہ میں رکاوٹ بننا

نبی کریم ﷺ نے امت کو اس بات کی خبر دی ہے، کہ احسان کرنے والے باپ کے لیے بیٹیاں دوزخ کی آگ سے رکاوٹ بن جائیں گی۔ اس سلسلے میں ذیل میں دو احادیث ملاحظہ فرمائیے:

ا: حضرت ائمہ احمد، بخاری، ابن ماجہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ، فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ، وَأَطْعَمَهُنَّ، وَسَقَاهُنَّ، وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَتِهِ كُنَّ لَهُ حِجَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ." [1]

[جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں، اور وہ ان پر صبر کرے، انہیں اپنی استطاعت کے مطابق کھلائے، پلائے اور پہنائے، تو وہ اس کے لئے روزِ قیامت پردہ ہوں گی (یعنی دوزخ کی آگ کے درمیان پردہ بن کر حائل ہو جائیں گی۔)]

ب: امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان فرمایا: "میرے پاس ایک عورت اپنی دو بیٹیوں کے ہمراہ آئی۔ اس

---

[1] المسند، رقم الحديث ١٧٤٠٣، ٦٢٢/٢٨، والأدب المفرد، باب من عال جاريتين أو واحدة رقم الحديث ٧٦، ص ٤٣؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الآداب، باب برّ الوالد، والإحسان إلى البنات، رقم الحديث ٣٧١٣، ٣١٠/٢. الفاظِ حدیث سنن ابن ماجہ کے ہیں۔ حافظ بوصیری، شیخ البانی اور شیخ شعیب ارناؤط اور ان کے رفقاء نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مصباح الزجاجة ٢٤١/٢؛ و سلسله الأحاديث الصحيحة، رقم الحديث ٢٩٤، المجلد الأول؛ وهامش المسند ٦٢٢/٢٨).

نے مجھ سے سوال کیا، لیکن اس نے میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہ پایا۔ میں نے اس کو وہی دے دی۔ اس نے اس کو لے کر ان دونوں میں تقسیم کر دیا اور خود اس میں سے کچھ نہ کھایا۔ پھر وہ اٹھی اور اپنی دونوں بیٹیوں کے ہمراہ چلی گئی۔

نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، تو میں نے آپ ﷺ کو اس کا واقعہ سنایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ ابْتُلِيَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ، فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ، كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ." ❶

[جس شخص کو ان بیٹیوں میں سے کسی چیز کے ساتھ آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نے ان کے ساتھ احسان کیا، تو وہ اس کے لیے [جہنم کی] آگ کے مقابلے میں رکاوٹ ہوں گی۔"]

دوسری حدیث کے حوالے سے چار باتیں:

ا: نبی کریم ﷺ نے بیٹوں کی کفالت وتربیت کرنے پر مذکورہ بالا اجر وثواب کا ذکر نہیں فرمایا۔ امام ابن بطال حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"دَلِيْلٌ أَنَّ أَجْرَ القِيَامِ عَلَى الْبَنَاتِ أَعْظَمُ مِنْ أَجْرِ الْقِيَامِ عَلَى الْبَنِيْنِ، إِذْ لَمْ يَذْكُرْ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِثْلَ ذٰلِكَ فِي الْقِيَامِ عَلَى الْبَنِيْنِ؛ وَذٰلِكَ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، أَنَّ مَؤُوْنَةَ الْبَنَاتِ وَالْإِهْتِمَامَ بِأُمُوْرِهِنَّ أَعْظَمُ مِنْ أَمُوْرِ الْبَنِيْنِ، لِأَنَّهُنَّ (عَذِرَات) ❷ لَا يُبَاشِرْنَ أُمُوْرَهُنَّ، وَلَا يَتَصَرَّفْنَ تَصَرُّفَ الْبَنِيْنِ." ❸

---

❶ متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، رقم الحديث ٥٩٩٥، ١٠/٤٢٦؛ وصحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات، رقم الحديث ١٤٧ـ(٢٦٢٩)، ٣/٢٠٢٧. الفاظ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔ ❷ ایک دوسرے نسخہ میں (عَوْرَاتٌ) کا لفظ ہے۔

❸ شرح صحيح البخاري ابن بطال ٩/٢١٣، نیز ملاحظہ ہو: مرقاة المفاتيح ٨/٦٨٢.

[یہ حدیث] اس بات کی دلیل ہے، کہ بیٹیوں کی کفالت کا ثواب بیٹوں کی کفالت کے ثواب سے زیادہ ہے، کیونکہ آنحضرت ﷺ نے بیٹوں کی کفالت کے بارے میں ایسی کسی بات کا ذکر نہیں فرمایا اور۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہ اس لیے، کہ بیٹیاں پردہ نشین ہوتی ہیں اور وہ بیٹوں کی طرح اپنے معاملات سرانجام نہیں دے سکتیں۔]

۲: آنحضرت ﷺ کے فرمان: (مَنُ ابْتُلِيَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ) [جس کو بیٹیوں میں سے کسی چیز کے ساتھ آزمائش میں ڈالا گیا] کے متعلق علامہ قرطبی تحریر کرتے ہیں:

"يُفِيْدُ بِحُكْمِ عُمُوْمِهِ أَنَّ السِتْرَ مِنَ النَّارِ يَحْصُلُ بِالْإِحْسَانِ إِلٰى وَاحِدَةٍ مِنَ الْبِنَاتِ ، فَأَمَّا إِذَا عَالَ زِيَادَةً عَلَى الْوَاحِدَةِ فَيُحْصَلُ لَهُ زِيَادَةً عَلَى السِتْرِ مِنَ النَّارِ ، السَّبْقُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ الْجَنَّةِ ." ❶

["اس [کے الفاظ] کے عموم سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ ایک بیٹی کے ساتھ احسان کرنے سے بھی [دوزخ کی] آگ سے بچاؤ حاصل ہوتا ہے، لیکن جب اس نے ایک سے زیادہ بیٹیوں کی کفالت کی، تو اس کے لیے [جہنم کی] آگ سے بچاؤ کے علاوہ، جنت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (داخل) ہونے میں (دوسرے لوگوں پر) سبقت بھی ہے۔"]

حافظ ابن حجر تحریر کرتے ہیں:

"وَقَدْ جَاءَ أَنَّ الثَّوَابَ الْمَذْكُوْرَ يَحْصُلُ لِمَنْ أَحْسَنَ لِوَاحِدَةٍ فَقَطْ ." ❷

---

❶ المفهم ٦/٦٣٦؛ نیز ملاحظہ ہو: إكمال إكمال المعلِّم ٨/٦٠٢؛ ومُكَمِّل إكمال الإكمال ٨/٦٠٢. ❷ فتح الباري ١٠/٤٢٨.

[اور یقیناً [بعض روایات میں یہ بھی] آیا ہے، کہ بلاشبہ مذکورہ بالا ثواب صرف ایک بیٹی کے ساتھ احسان کرنے والے کو بھی حاصل ہو جاتا ہے۔'']

۳: (فأحْسَنَ إِلَيْهِنَّ): [تو اس نے ان کے ساتھ احسان کیا]:

شرحِ حدیث میں حافظ ابن حجر نے بیٹیوں کے ساتھ احسان کرنے کے حوالے سے بہت خوب صورت گفتگو کی ہے۔ اس گفتگو کا کچھ حصہ توفیق الٰہی سے ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے:

ا: اکثر روایات میں لفظ [الإحسان] آیا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے: (فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ)

[اس نے ان پر صبر کیا]

سنن ابن ماجہ میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

(وَأَطْعَمَهُنَّ، وَسَقَاهُنَّ، وَكَسَاهُنَّ)

[اس نے انہیں کھلایا، انہیں پلایا اور انہیں پہنایا]

اور طبرانی میں ہے:

''فَأَنْفَقَ عَلَيْهِنَّ، وَزَوَّجَهُنَّ، وَأَحْسَنَ أَدَبَهُنَّ''

[پس اس نے ان پر خرچ کیا، ان کی شادی کی اور انہیں اچھے آداب سکھلائے]

مسند احمد اور الأدب المفرد میں ہے:

''يُؤْوِيْهِنَّ، وَيَرْحَمُهُنَّ، وَيَكْفُلُهُنَّ''

[وہ انہیں جگہ دیتا ہے، ان پر شفقت کرتا ہے اور ان کی کفالت کرتا ہے]

اور طبرانی، ترمذی اور الأدب المفرد میں ہے:

''فَأَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ، وَاتَّقَى اللّٰه فِيْهِنَّ.''

''وہ ان کے ساتھ عمدہ طرزِ عمل اختیار کرتا ہے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔''

حافظ ابن حجر مذکورہ بالا روایات ذکر کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں:

''وَهٰذِهِ الْأَوْصَافُ يَجْمَعُهَا لَفْظُ الْإِحْسَانِ الَّذِي اقْتُصِرَ عَلَيْهِ فِي حَدِيْثِ الْبَابِ.''❶

[اس باب کی حدیث میں جس لفظ [الإحسان] پر اکتفا کیا گیا ہے، وہ ان سب اوصاف پر مشتمل ہے۔]

مقصود یہ ہے، کہ بیٹیوں کے ساتھ ''احسان'' کرنے والا وہ ہے، جو ان پر صبر کرے، انہیں اچھا کھلائے، پلائے، پہنائے، ان پر خرچ کرے، ان کی شادی کرے، انہیں اچھے آداب سکھلائے، انہیں جگہ دے، ان پر شفقت کرے، ان کی کفالت کرے، ان کے ساتھ عمدہ طرزِ عمل اختیار کرے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔

اے اللہ کریم! ہمیں اپنی بیٹیوں کے بارے میں یہ سب باتیں خوب خوب کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ إنك سميع مجيب.

ب: اس بارے میں اختلاف ہے، کہ ''احسان'' کے لیے مذکورہ بالا اوصاف کی واجب الذمہ حد کو پورا کرنا کافی ہے یا اس سے بھی زیادہ کرنا ہے۔

دوسری بات درست معلوم ہوتی ہے، کیونکہ اس عورت کے دونوں بیٹیوں کو اپنی ذات پر ترجیح دینے کی صورت میں آنحضرت ﷺ نے لفظ [الإحسان] استعمال فرمایا۔❷

ج: احسان میں یہ شرط ہے، کہ شریعت کے مطابق ہو۔ شریعت کی مخالفت کر کے کچھ بھی کیا جائے، وہ احسان نہیں۔❸

د: ہر شخص پر احسان اس کی استطاعت کے بقدر ہے۔❹

---

❶ فتح الباري ۱۰/ ٤٢٨.

❷ حافظ ابن ابی جمرہ ازدی الاندلسی تحریر کرتے ہیں، کہ [احسان] ان کے واجب الذمہ حق سے زیادہ دینا ہے۔ (ملاحظہ ہو: بهجة النفوس ٤/ ١٤٩).

❸ ملاحظہ ہو: فتح الباري ۱۰/ ٤٢٨.

❹ ملاحظہ ہو: المرجع السابق: ۱۰/ ٤٢٨.

ہ: بیٹیوں کے ساتھ احسان ساری زندگی جاری رہتا ہے۔ یہ ان کے بڑی عمر کی ہونے یا ان کی شادی ہو جانے سے ختم نہیں ہوتا، البتہ حالات کی تبدیلی سے احسان کی نوعیت بدلتی رہتی ہے۔ امام ابن ابی جمرہ ازدی نے اس حقیقت کو کتنی خوب صورتی سے بیان کیا ہے:

"أَمَّا الْإِحْسَانُ إِلَيْهِنَّ فَلَيْس يَتَقَيَّدُ بِصِغْرِ سِنِّهِنَّ وَلَا كِبَرِ سِنِّهِنَّ، بَلْ حُقُوْقُهُنَّ مَعَ صِغَرِ السِّنِّ عَلَى سَبِيْلِ الْوُجُوْب. فَمِنْهَا لُزُوْمُ النَفَقَةِ وَالْكِسْوَةِ وَالْكَفَالَةِ، فَهٰذَا وَمَا مِنْ نَوْعِهِ يُسْقِطُهُ كِبَرُهُنَّ إِذَا مَا تَزَوَّجْنَ عَلَى مَا هُوَ الْمَعْلُوْمُ مِنْ عُرْفِ الشَّرعِ فِيْ ذٰلِكَ.

وَإِنْ كَبِرْنَ فَلَا يَخْرُجْنَ عَنِ الْبُنُوَّةِ أَبَدًا، فَهُنَّ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ مَحَلٌّ لِلْإِحْسَان، وَهُنَّ أَيْضًا مُحْتَاجَاتٌ إِلٰى ذٰلِكَ، وَإِنْ كُنَّ عَلٰى أَيِّ وَجْهٍ كُنَّ مِنَ الْيَسَارِ وَضِدِّه." [1]

''ان کے ساتھ احسان کرنا، ان کی صغر سنی سے مشروط ہے اور نہ ہی کبر سنی سے۔ چھوٹی عمر میں ان کے حقوق (کی ادائیگی والدین پر) واجب ہوتی ہے۔ اسی قسم (کے حقوق) میں سے نان ونفقہ، لباس اور کفالت ہیں، جیسا کہ اس بارے میں شریعت سے معلوم ہے، کہ یہ اور ان جیسے دیگر (حقوق) ان کے بڑے ہو کر شادی کرنے سے ساقط ہو جاتے ہیں۔

لیکن بڑے ہونے کے باوجود ان کا اولاد ہونے کے ناتے والدین سے رشتہ منقطع نہیں ہوتا۔ وہ ہر وقت [والدین کے] احسان کی مستحق ہوتی ہیں۔ انہیں تونگری یا فقر کے کسی بھی درجہ میں ہونے کے باوجود، اس [احسان] کی ضرورت ہوتی ہے۔''

[1] بهجة النفوس ٤/ ١٥٠.

۴: [سِتْرًا مِنَ النَّارِ] [یعنی (جہنم کی) آگ سے رکاوٹ] کی شرح میں علامہ قرطبی نے لکھا ہے:

"عَافَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنَ النَّارِ، وَبَاعَدَهُ مِنْهَا." ❶

[اللہ تعالیٰ اس کو (دوزخ کی) آگ سے عافیت میں رکھتے ہیں اور اس کو اس سے دور فرما دیتے ہیں۔"]

(۷)

بیٹیوں کا اپنے محسن باپ کو جنت میں داخل کروانا

امام بخاری اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَا مِنْ رَجُلٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِمَا، مَا صَحِبَتَاهُ، أَوْ صَحِبَهُمَا، إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ." ❷

["کوئی شخص ایسا نہیں، کہ اس کے ہاں دو بیٹیاں ہوں اور وہ دونوں جب تک اس کے ساتھ رہیں، یا وہ ان کے ساتھ رہے، ان کے ساتھ احسان کرتا رہے، مگر وہ دونوں اس کو جنت میں داخل کروا دیں گی۔"]

فائدہ:

اگر کسی شخص کی صرف ایک بیٹی ہو، اور وہ اس کے ساتھ احسان کرتا رہے، تو وہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کروا دے گی۔ حافظ ابن حجر کی اس بارے

---

❶ المفهم ٦/٦٣٦.

❷ الأدب المفرد، باب من عال جاريتين أو واحدة، رقم الحديث ٧٧، ص ٤٣؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الآداب، باب برّ الوالد والإحسان إلى البنات، رقم الحديث ٣٧١٤، ٢/٣١٠، الفاظِ حدیث سنن ابن ماجہ کے ہیں۔ شیخ البانی نے اسے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن ابن ماجه ٢/٢٩٦.)

میں پیش کردہ احادیث میں سے دو [1] درج ذیل ہیں۔

ا: امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ كُنَّ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ يُؤْوِيهِنَّ، وَيَرْحَمُهُنَّ، وَيَكْفُلُهُنَّ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ الْبَتَّةَ.''

''جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں، وہ انہیں جگہ مہیا کرے، ان پر شفقت کرے، اور ان کی کفالت کرے، تو یقینی طور پر اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔''

انہوں [یعنی جابر رضی اللہ عنہ] نے بیان کیا: ''عرض کیا گیا:

''يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِنْ كَانَتِ اثْنَتَيْنِ؟''

''یا رسول اللہ! ﷺ۔ پس اگر وہ دو ہوں؟''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''وَإِنْ كَانَتِ اثْنَتَيْنِ.''

''اگرچہ وہ دو ہی ہوں۔''

انہوں نے بیان کیا:

''فَرَأَى بَعْضُ الْقَوْمِ أَنْ لَوْ قَالُوْا لَهُ: ''وَاحِدَةً''، لَقَالَ: ''وَاحِدَةً.'' [2]

بعض لوگوں کا خیال تھا، کہ اگر آپ ﷺ سے پوچھا جاتا: ''(اگر) ایک

---

[1] ملاحظہ ہو: فتح الباري ۱۰/۴۲۸.

[2] المسند، رقم الحديث ۱۴۲۴۷، ۲۲/۱۵۰. حافظ ہیثمی نے اس کی [سند کو جید] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۸/۱۵۷). شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے ایک راوی کے ضعیف ہونے کے باوجود متابعات کی بنا پر اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۲۲/۱۵۰۔۱۵۱). نیز ملاحظہ ہو: صحيح الأدب المفرد، باب من عال جاريتين أو واحدة، رقم الحديث ۵۸/۷۸، ص ۴۵.

ہو(تو)''؟ تو آنحضرت ﷺ یقیناً (جواب میں) فرما دیتے: ''اگرچہ ایک ہی ہو۔'']

ب: حضرت ائمہ احمد، الطبرانی اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ، فَصَبَرَ عَلَى لَأْوَائِهِنَّ وَضَرَّائِهِنَّ وَسَرَّائِهِنَّ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُنَّ.''

''جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی شدت، سختی اور خوشی پر صبر کرے، تو اللہ تعالیٰ ان [بیٹیوں] پر اس کی شفقت کی وجہ سے اسے جنت میں داخل فرما دیں گے۔''

ایک شخص نے عرض کیا:

''أَوِ اثْنَتَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟''

[''یارسول اللہ! یا دو بیٹیاں'' [یعنی اگر تین کی بجائے دو بیٹیاں ہوں تو]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''أَوِ اثْنَتَانِ.'' ''یا دو'' (یعنی دو بیٹیاں ہوں، تو وہ دو بھی اس کو جنت میں داخل کروانے کا سبب بنیں گی۔)

آدمی نے عرض کیا: ''أَوْ وَاحِدَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟''

[''یارسول اللہ! یا ایک؟'']

آپ ﷺ نے فرمایا: ''أَوْ وَاحِدَةٌ.'' [1]

---

[1] المسند، رقم الحديث ٨٤٢٥، ١٤٨/١٤؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب البر والصلة، ١٧٦/٤؛ ومجمع الزوائد، كتاب البر والصلة، باب منه في الأولاد......، ١٥٨/٨. الفاظِ حدیث المسند کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کو [صحيح الاسناد] کہا ہے، اور حافظ ذہبی نے [صحیح] قرار دیا ہے۔ شیخ شعیب ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے المسند کی روایت کو [الحسن لغيره] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك على الصحيحين ١٧٦/٤؛ والتلخيص ١٧٦/٤؛ وهامش المسند ١٤٨/١٤).

[''یا ایک۔'']

(۸)

دو بیٹیوں کے سرپرست کو روزِ قیامت رفاقتِ نبوی ﷺ میسر آنا

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَنَا وَهُوَ،'' وَضَمَّ أَصَابِعَهُ.'' [1]

[''جس شخص نے دو بیٹیوں کی، بلوغت کو پہنچنے تک، پرورش اور تربیت کی، وہ قیامت کے دن [اس طرح] آئے گا کہ میں اور وہ۔''

اور آنحضرت ﷺ نے اپنی انگلیوں کو [ایک دوسری سے] ملا دیا۔]

تنبیہات:

حدیث شریف کو اچھی طرح سمجھنے کی خاطر درج ذیل تین باتوں کی طرف توجہ دینا ان شاء اللہ مفید ہوگا:

۱: (عَالَ جَارِيَتَيْنِ) کی شرح میں علامہ قرطبی لکھتے ہیں: ''قَامَ عَلَيْهِمَا بِمَا يُصْلِحُهُمَا وَيَحْفَظُهُمَا.'' [2] ''ان کے بارے میں وہ کچھ کیا، جس سے ان کی حالت سدھر جائے اور وہ محفوظ و مامون ہو جائیں۔''

امام نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

---

[1] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات، رقم الحديث ۱٤۹- (۲٦۳۱)، ٤/٤/۲۰۲۷-۲۰۲۸.

[2] المفهم ٦/٦۳٦.

قَامَ عَلَيْهِمَا بِالْمَوُّوْنَةِ وَالتَّرْبِيَّةِ وَنَحْوِهِمَا . ❶

[ان دونوں کے نان ونفقہ، تربیت اور اسی قسم کی دوسری ذمہ داریوں کو پورا کرے]

۲: (حَتّٰى تَبْلُغَا) کی شرح کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

"وَيَعْنِيْ بِبُلُوْغِهِمَا وَصُوْلُهُمَا إِلَى حَالٍ يَسْتَقِلَّان بِأَنْفُسِهِمَا، وَذٰلِكَ إِنَّمَا يَكُوْنُ فِيْ النِّسَاءِ إِلَى أَنْ يَدْخُلَ بِهِنَّ أَزْوَاجُهُنَّ. وَلَا يَعْنِيْ بِبُلُوْغِهِمَا إِلَى أَنْ تَحِيْضَ وَتَكَلَّف، إِذْ قَدْ تَتَزَوَّجُ قَبْلَ ذٰلِكَ فَتَسْتَغْنِي بِالزَّوْجِ عَنْ قِيَامِ الْكَافِلِ. وَقَدْ تَحِيْضُ، وَهِيَ غَيْرُ مُسْتَقِلَّةٍ بِشَيْءٍ مِنْ مَصَالِحِهَا، وَلَوْ تُرِكَتْ لَضَاعَتْ، وَفَسَدَتْ أَحْوَالُهَا، بَلْ هِيَ فِيْ هٰذِهِ الْحَالِ أَحَقُّ بِالصِّيَانَةِ، وَالْقِيَامِ عَلَيْهَا لِتَكْمُلَ صِيَانَتُهَا، فَيُرْغَبُ فِيْ تَزْوِيْجِهَا، وَلِهٰذَا الْمَعْنَى قَالَ عُلَمَاؤُنَا: "لَا تَسْقُطُ النَّفَقَةُ عَنْ وَالِدِ الصَّبِيَّةِ بِنَفْسِ بُلُوْغِهَا، بَلْ بِدُخُوْلِ الزَّوْجِ بِهَا." ❷

["ان کے بلوغت کو پہنچنے سے مراد یہ ہے کہ، وہ ایسی حالت کو پہنچ جائیں، کہ والد کی کفالت سے بے نیاز ہوجائیں اور عورتوں میں یہ بات اپنے خاوندوں ہی کے ساتھ ازدواجی زندگی شروع کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

ان کی بلوغت سے مراد یہ نہیں، کہ انہیں حیض آنا شروع ہوجائے اور ان پر احکام شرعیہ کی پابندی کا وقت آجائے، کیونکہ بسا اوقات اس کی شادی

---

❶ ملاحظہ ہو: المفہم ٦/٦٣٦.

❷ المفہم ٦/٦٣٦-٦٣٧؛ نیز ملاحظہ ہو: إکمال المعلم ٨/٦٠٣؛ مکمل إکمال الإکمال ٨/٦٠٣.

اس سے پہلے ہو جانے کی بنا پر وہ کفالت کرنے والے [یعنی والد وغیرہ] کی خدمات سے مستغنی ہو جاتی ہے اور بسا اوقات وہ حیض [کا زمانہ] آنے کے بعد بھی اپنے مصالح کو پورا کرنے کے لیے [اپنے کفالت کرنے والے والد وغیرہ سے] بے نیاز نہیں ہوتی۔ اور اگر اس کو [اسی کی حالت پر] چھوڑ دیا جائے، تو وہ ضائع ہو جائے اور اس کے معاملات بگڑ جائیں۔ بلکہ اس کو تو اس حالت میں اور زیادہ حفاظت اور خدمات کی ضرورت ہوتی ہے، تاکہ وہ مکمل طور پر محفوظ و مأمون ہو جائے، اور اس سے نکاح کرنے میں رغبت پیدا ہو۔ اس بنا پر ہمارے علماء نے کہا ہے: بچی کے بالغہ ہونے پر اس کے والد کے ذمہ اس کا خرچہ ختم نہیں ہوتا، بلکہ وہ تو خاوند کے ساتھ ازدواجی زندگی شروع کرنے پر (ختم ہوتا ہے)۔''

۳: (وَضَمَّ أَصَابِعَهُ) سے مراد یہ ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی دو انگلیوں یعنی شہادت اور درمیانی انگلیوں کو آپس میں ملایا اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے، کہ نبی کریم ﷺ کے درجہ اور اس کے درجہ میں اسی قدر تفاوت ہوگا، جس قدر فاصلہ ان دونوں انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے۔

یہ بھی احتمال ہے، کہ اس سے مراد یہ ہو، کہ جنت میں داخلہ کے وقت وہ نبی کریم ﷺ کے اس قدر قریب ہوگا۔

اور اس بات کا بھی احتمال ہے، کہ آنحضرت ﷺ کے اشارے کا مقصود دونوں باتیں ہی ہوں، کہ وہ جنت میں بہت جلدی داخل ہو جائے گا، کیونکہ وہ اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ ہوگا اور اس کا مقام و مرتبہ بھی جنت میں بہت بلند ہوگا۔ [1]

---

[1] ملاحظہ ہو: فتح الباري ۱۰/۴۳۶.

اللہ اکبر! بیٹیوں کی کفالت و تربیت کرنے والے کا مقام کس قدر بلند ہے!
اللهم اجعلنا برحمتك منهم. آمین یا ذا الجلال والإكرام. وہی
بیٹیاں جو پہلے لوگوں کی نگاہ میں شرم و عار کا موجب تھیں، عہد محمدی ﷺ میں عزت
اور سعادت کا وسیلہ بن گئیں۔ ❶

(۹)
بیٹیوں کے لیے ایثار کرنے والی والدہ کے لیے وجوبِ جنت
(۱۰)
بیٹیوں کے لیے ایثار کرنے والی والدہ کے لیے آزادیٔ جہنم
(۱۱)
بیٹیوں کے لیے ایثار کرنے والی والدہ کے لیے رحمتِ الٰہی

امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:
''میرے ہاں ایک مسکین عورت اپنی دو بیٹیوں کو اٹھائے ہوئے آئی۔
میں نے اس کو کھانے کے لیے تین کھجوریں دیں، تو اس نے ان دونوں
میں سے ہر ایک [بیٹی] کو ایک ایک کھجور دے دی۔ اور (پھر) خود کھانے
کی خاطر ایک کھجور اپنے منہ کی طرف اٹھائی۔ دونوں بیٹیوں نے اس سے
اس [کھجور] کو مانگا، تو اس نے وہ کھجور بھی، جو وہ خود کھانا چاہتی تھی، ان
دونوں میں تقسیم کر دی۔
اس عورت کے طور طریقہ نے مجھے حیرت زدہ کر دیا۔ میں نے اس کے طرزِ

---

❶ ملاحظہ ہو: سیرت النبی ﷺ علامہ شبلی نعمانی و سید سلیمان ندوی ۱۲۳/۶.

عمل کا ذکر رسول اللہ ﷺ کے رُو برو کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ أَوْ أَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ.'' ❶

[''یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اس [عمل] کی وجہ سے جنت کو واجب کردیا یا اس [عمل] کے سبب اسے [دوزخ کی] آگ سے آزاد کردیا ہے۔'']

اور الأدب المفرد کی روایت میں ہے:

''لَقَدْ رَحِمَهَا اللّٰهُ بِرَحْمَتِهَا صَبِيَّيْهَا.'' ❷

[''اپنی دو بچیوں پر اس کے شفقت کرنے کی بنا پر یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم فرمایا۔'']

اللہ اکبر! بیٹیوں کے لیے ایثار کرنے کا صلہ کس قدر عظیم الشان ہے! اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِذٰلِكَ إِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ.

(۱۲)

بیٹی کی رضامندی کے بغیر نکاح کا نہ ہونا

بیٹی کے مقام و مرتبہ کو اجاگر کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے، کہ کسی باپ کو بیٹی کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کرنے کی اجازت نہیں۔ اس سلسلے میں تین احادیث شریفہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

ا: امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل

---

❶ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات، رقم الحديث ١٤٨ـ (٢٦٣٠)، ٤/٢٠٢٧.

❷ الأدب المفرد، باب الوالدات رحيمات، جزء من رقم الحديث ٨٩، ص ٤٧. شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الأدب المفرد ص ٤٨).

کی ہے، کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ."

[''بیوہ کا نکاح، اس کا حکم لئے بغیر نہ کیا جائے، اور دوشیزہ کا نکاح اس کی اجازت لئے بغیر نہ کیا جائے۔'']

انہوں [صحابہ] نے عرض کیا:

"يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ إِذْنُهَا؟"

''یارسول اللہ۔ ﷺ۔ اس [یعنی دوشیزہ] کی اجازت کیسے ہے؟'']

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "أَنْ تَسْكُتَ." ❶

[''یہ کہ وہ خاموش رہے۔'']

امام بخاری نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ لَا يُنْكِحُ الْأَبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ والثَّيِّبَ إِلَّا بِرَضَاهِمَا] ❷

[(اس بارے میں) باب کہ باپ یا کوئی اور (ولی) دوشیزہ یا بیوہ کا نکاح ان کی رضامندی کے بغیر نہ کرے]

امام نووی نے صحیح مسلم کی روایت پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ اسْتِئْذَانِ الثَّيِّبِ فِي النِّكَاحِ بِالنُّطْقِ وَالْبِكْرِ بِالسُّكُوْتِ] ❸

[بیوہ سے نکاح میں بول کر اور دوشیزہ سے خاموش رہ کر اجازت لینے کے

---

❶ متفق علیه، صحیح البخاري، كتاب النكاح، رقم الحديث ٥١٣٦، ٩/١٩١؛ وصحيح مسلم، كتاب النكاح، رقم الحديث ٦٤ ـ (١٤١٩)، ٢/١٠٣٦.

❷ صحیح البخاري ٩/١٩١.

❸ صحیح مسلم ٢/١٠٣٦.

متعلق باب]

ب: امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اَلْبِكْرُ تُسْتَأذَنُ.''

[''دوشیزہ سے [اس کا نکاح کرنے کے لیے] اجازت طلب کی جائے گی''۔]

میں نے عرض کیا: ''إِنَّ اَلْبِكْرَ تَسْتَحْيِيْ.''

[''دوشیزہ تو شرماتی ہے۔'']

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''إِذْنُهَا صُمَاتُهَا.'' ❶

[''اس کی اجازت اس کا سکوت ہے۔'']

ج: حضرات ائمہ ابوداود، ترمذی اور ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''تُسْتَأمَرُ الْيَتِيْمَةُ فِيْ نَفْسِهَا، فَإِنْ سَكَتَتْ فَهُوَ إِذْنُهَا ، وَإِنْ أَبَتْ فَلَا جَوَازَ عَلَيْهَا'' ❷

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الحيل، باب في النكاح، رقم الحديث ٦٩٧١، ١٢/ ٣٤٠. نیز ملاحظہ ہو: صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح، والبكر بالسكوت، رقم الحديث ٦٥۔ (١٤٢٠)، ٢/ ١٠٣٧.

❷ سنن أبي داود، كتاب النكاح، باب في الاستئمار، رقم الحديث ٢٠٩٣، ٦/ ٨٢؛ وجامع الترمذي، أبواب النكاح، باب ما جاء في إكراه اليتيمة على التزويج، رقم الحديث ١١١٥، ٤/ ٢٠٧؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب النكاح، باب الولي، رقم الحديث ٤٠٧٩، ٩/ ٣٩٢. الفاظِ حدیث سنن أبي داود کے ہیں۔ امام ترمذی نے اپنی روایت کردہ حدیث کو [حسن] کہا ہے۔ شیخ البانی نے سنن أبي داود اور جامع الترمذي کی حدیثوں کو [حسن صحیح] قرار دیا ہے، شیخ ارناؤوط نے صحیح ابن حبان کی سند کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي ٤/ ٢٠٧؛ وصحيح سنن أبي داود ٢/ ٣٩٤؛ وصحيح سنن الترمذي ١/ ٣٢٢؛ وهامش الإحسان ٩/ ٣٩٢).

[''یتیم بچی سے اس کی جان [یعنی اس کے نکاح] کے متعلق حکم طلب کیا جائے گا۔ پس اگر وہ خاموش رہے، تو یہی اس کی طرف سے اجازت ہے۔ اور اگر وہ انکار کردے، تو اس پر کوئی زبردستی نہیں۔'']

یتیم بچی ❶ سے مراد وہ بالغہ دوشیزہ ہے، جس کا باپ اس کے سنِ بلوغت کو پہنچنے سے پہلے فوت ہوگیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی سابقہ حالت کے پیش نظر اس کو [یتیمہ] کہا۔

امام ابن حبان نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[ذِكْرُ الْإِخْبَارِ عَمَّا يَجِبُ عَلَى الْأَوْلِيَاءِ مِنْ اسْتِئْمَارِ النِّسَاءِ أَنْفُسَهُنَّ إِذَا أَرَادُوْا عَقْدَ النِّكَاحِ عَلَيْهِنَّ] ❷

[عورتوں کے نکاح کا ارادہ کرتے وقت اولیاء پر ان سے اجازت لینے کے وجوب کے متعلق حدیث کا ذکر]

دو قابل توجہ باتیں:

ا: بیٹی سے کب اجازت لی جائے؟

عام طور پر تقریب نکاح کے موقع پر بیٹی کے والد یا ماموں وغیرہ اس سے اجازت طلب کرنے کی غرض سے جاتے ہیں۔

اگر اس سے پیشتر بیٹی سے اجازت لی جا چکی ہے، تو شاید اس موقع پر طلب کردہ اجازت کی حیثیت ایک رسمی کارروائی سے زیادہ نہ ہو۔ لیکن اگر اس سے پیشتر اجازت نہ لی ہو، تو یہ موقع اجازت طلب کرنے کے لیے مناسب نہیں، کیونکہ رشتہ کی ناپسندیدگی کی بنا پر اگر لڑکی اس وقت انکار کردے، تو یہ والد اور خاندان کے لیے بہت بڑی پریشانی کا موجب

---

❶ ملاحظہ ہو: معالم السنن للإمام الخطابي ۲۰۲/۳؛ وعون المعبود ۸۳/٦؛ وتحفة الأحوذي ۲۰٤/٤.

❷ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ۳۹۲/۹.

ہوگا اور اگر وہ اپنی ناپسندیدگی کے باوجود اظہار نہ کرے، تو اس کا حق مجروح ہوگا۔

درست طریقہ یہ ہے، کہ رشتہ طے کرنے سے پیشتر بیٹی سے اجازت لی جائے۔ اس کی طرف سے اجازت ملنے پر ہی معاملہ کو آگے بڑھایا جائے، وگرنہ وہیں ختم کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

۲: [دوشیزہ کی خاموشی] کا معنی اس کے لیے واضح کرنا:

دوشیزہ کی [خاموشی سے اس کی اجازت سمجھے جانے] کے بارے میں علامہ قرطبی نے ایک خوب صورت بات تحریر کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

ہمارے بعض علماء نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے، کہ دوشیزہ کو بتلایا جائے، کہ [اس کی خاموشی کو اس کی اجازت سمجھا جائے گا]، تاکہ وہ صورت حال سے اچھی طرح آگاہ ہو جائے۔

ہمارے بعض شناسا فقہاء ایسے موقع پر دوشیزہ کو کہا کرتے تھے: ''اگر تم اس پر راضی ہو، تو چپ رہو، اور اگر ناپسند ہے، تو پھر بولو۔''

اور یہ یاد دہانی اچھی ہے۔ [1]

(۱۳)

بیٹی کی مرضی کے خلاف کیے ہوئے نکاح کا مردود ہونا

اگر کوئی والد یا اس کی عدم موجودگی کی صورت میں ولی بیٹی کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف کر دے، تو وہ نکاح مردود ہوگا، خواہ بیٹی بیوہ ہو یا دوشیزہ۔ ذیل میں دونوں کے متعلق ایک ایک حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

ا: بیوہ کی اجازت کے خلاف نکاح کا مردود ہونا:

امام بخاری نے حضرت خنساء بنت خدام انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے:

---

[1] ملاحظہ ہو: المفہم ٤/١١٨.

"أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا ، وَهِيَ ثَيِّبٌ ، فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ ، فَأَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ نَكَاحها ." ❶

''یقیناً ان کے والد نے ان کا نکاح کردیا اور تب وہ بیوہ تھیں، انہیں یہ (نکاح) پسند نہ تھا۔ اس لیے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تو آنحضرت ﷺ نے اس نکاح کو فسخ کردیا۔''

امام بخاری نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابٌ إِذَا زَوَّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ ، وَهِيَ كَارِهَةٌ ، فَنِكَاحُهُ مَرْدُوْدٌ] ❷

[(اس بارے میں) باب، کہ جب آدمی اپنی بیٹی کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف کردے، تو اس کا کیا ہوا نکاح مردود ہوگا'']

امام بخاری نے اس حدیث پر ایک دوسرے مقام پر درج ذیل عنوان لکھا ہے:

[بَابٌ لَا يَجُوْزُ نِكَاحُ الْمُكْرَهِ]❸

[(اس بارے میں) باب، کہ جبر کئے ہوئے شخص کا نکاح جائز نہیں]

ب: دوشیزہ کی اجازت کے خلاف کیا ہوا نکاح:

حضرات ائمہ احمد، ابوداود اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے:

"أَنَّ جَارِيَةً بِكْرًا أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ أَنَّ أَبَاهَا

---

❶ صحيح البخاري، كتاب النكاح، رقم الحديث ٥١٣٨، ١٩٤/٩.

❷ المرجع السابق ١٩٤/٩.

❸ المرجع السابق ، كتاب الإكراه، ٣١٨/١٢.

زَوَّجَهَا، وَهِيَ كَارِهَةٌ، فَخَيَّرَهَا النَّبِيَّ ﷺ.''❶

[بلاشبہ ایک دوشیزہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا، کہ اس کے والد نے اس کا نکاح کیا ہے اور وہ اس کو ناپسند کرتی ہے، تو نبی کریم ﷺ نے اس کو اختیار دے دیا۔]

امام ابن قیم دوشیزہ کے بارے میں آنحضرت ﷺ کے فیصلہ کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

''وَمُوْجِبُ هٰذَا الْحُكْمِ أَنَّهُ لَا تُجْبَرُ الْبِكْرُ الْبَالِغُ عَلَى النِّكَاحِ، وَلَا تُزَوَّجُ إِلَّا بِرَضَاهَا. وَهٰذَا قَوْلُ جُمْهُوْرِ السَّلَفِ، وَمَذْهَبُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَحْمَدَ فِيْ إِحْدَى الرِّوَايَتَيْنِ عَنْهُ، وَهُوَ الْقَوْلُ الَّذِيْ نَدِيْنُ اللّٰهَ بِهِ، وَلَا نَعْتَقِدُ سِوَاهُ، وَهُوَ الْمُوَافِقُ لِحُكْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَمْرِهِ وَنَهْيِهِ، وَقَوَاعِدِ الشَّرِيْعَةِ وَمَصَالِحِ أُمَّتِهِ.''❷

❶ المسند، رقم الحديث ٢٤٦٩، ٤/١٥٥؛ (ط. مصر)؛ وسنن أبي داود، كتاب النكاح، باب في البكر يزوجها أبوها ولا يستأمرها، رقم الحديث ٢٠٩٦، ٦/٨٤-٨٥؛ وسنن ابن ماجه، أبواب النكاح، من زوّج ابنته وهي كارهة، رقم الحديث ١٨٨٠، ١/٣٤٥-٣٤٦. شیخ احمد شاکر، شیخ شعیب ارناؤوط اور شیخ عبدالقادر ارناؤوط نے المسند کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے؛ شیخ البانی نے سنن أبي داود اور سنن ابن ماجہ کی روایتوں کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند للشيخ شاكر ٤/١٥٥؛ وهامش زاد المعاد ٥/٩٥-٩٦؛ وصحيح سنن أبي داود ٢/٣٩٥؛ وصحيح سنن ابن ماجه ١/٣١٥). اس حدیث کے متعلق مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: زاد المعاد ٥/٩٦-٩٧؛ وتهذيب السنن ٦/٨٥-٨٦؛ وسبل السلام ٣/٢٣٦-٢٣٧؛ وعون المعبود ٦/٨٤-٨٧.

❷ زاد المعاد ٥/٩٦؛ نیز ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٥/٩٦-٩٩؛ وسبل السلام ٣/٢٣٦-٢٣٨؛ ونيل الأوطار ٦/٢٥٥.

[یہ فیصلہ اس بات کو واجب کرتا ہے، کہ دوشیزہ کو (اس کی مرضی کے خلاف جگہ) نکاح کرنے پر مجبور نہ کیا جائے، اور اس کا نکاح اس کی رضا مندی کے بغیر نہ کیا جائے۔ یہی جمہور سلف کا قول، ابوحنیفہ اور روایات میں سے ایک کے مطابق احمد کا مذہب ہے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کے لیے اس قول کو بطور دین اختیار کرتے ہیں اور اس کے علاوہ دوسری رائے نہیں رکھتے اور یہی رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ، امر و نہی، قواعد شریعت اور مصالح امت کے موافق ہے۔'']

ضروری تنبیہ:

بعض باپ اور ولی دوشیزہ کی مرضی کے خلاف نکاح کرتے وقت کہتے ہیں، کہ:

''جو رشتہ مل رہا ہے، وہ بہت ہی مناسب ہے اور بچی ناسمجھ ہے۔ اور ہمارا مقصود صرف بچی کی خیر خواہی ہے۔''

ایسے نکاح کی شرعی حیثیت جاننے کے لیے درج ذیل ثابت شدہ واقعہ پر غور کرنا ان شاء اللہ مفید ہوگا:

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور انہوں نے خویلہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کے بطن سے ایک بیٹی چھوڑی۔ انہوں نے اپنے بھائی قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کو [اپنی بیٹی کا] نگہبان مقرر کیا۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: وہ دونوں [عثمان اور قدامہ رضی اللہ عنہما] میرے ماموں ہیں۔ میں نے عثمان بن مظعون کی بیٹی کا رشتہ قدامہ بن مظعون سے طلب کیا، تو انہوں

نے اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیا۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اس کی ماں کے پاس آئے اور مال کے ذریعہ اسے ترغیب دی، تو ماں کا میلان ان [کے ساتھ بیٹی کا نکاح کرنے] کی طرف ہو گیا۔ بیٹی بھی اپنی ماں کے پیچھے لگی، تو ان دونوں نے (ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکاح کو) نامنظور کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُو برو دونوں کا معاملہ پیش کیا گیا، تو قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ نے کہا:

"يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ابْنَةُ أَخِيْ، أَوْصٰى بِهَا إِلَيَّ، فَزَوَّجْتُهَا ابْنَ عَمَّتِهَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما، فَلَمْ أُقَصِّرْ بِهَا فِي الصَّلَاحِ وَلَا فِي الْكَفَاءَةِ، وَلٰكِنَّهَا امْرَأَةٌ، وَإِنَّمَا حَطَّتْ إِلٰى هَوَى أُمِّهَا."

[''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم (وہ) میرے بھائی کی بیٹی (ہے)، اس نے اس کا معاملہ مجھے سونپا، تو میں نے اس کا نکاح اس کے پھوپھی زاد عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کیا۔ میں نے اس کے لیے نیک اور ہم پلّہ رشتہ تلاش کرنے میں کچھ کسر اٹھا نہیں رکھی، لیکن وہ تو عورت (زاد) ہے، اور وہ یقیناً اپنی ماں کی خواہش کے پیچھے چل پڑی ہے۔'']

انہوں [عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما] نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"هِيَ يَتِيْمَةٌ، وَلَا تُنْكَحُ إِلَّا بِإِذْنِهَا."

[وہ یتیم بچی [1] ہے، اور اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح نہ کیا جائے گا۔]

---

[1] [یتیمہ] سے یہاں مراد بالغہ ہے، کیونکہ اجازت تو بالغہ عورت ہی سے لی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سابقہ حیثیت کے پیش نظر اس کو [یتیمہ] کہا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

انہوں [ابن عمر رضی اللہ عنہما] نے بیان کیا: ''اس کے مالک ہونے [یعنی اس کے ساتھ نکاح ہونے] کے بعد وہ مجھ سے چھینی گئی، تو انہوں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے اس کا نکاح کردیا۔'' 1

اگر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایسی عظیم شخصیت کے ساتھ دوشیزہ کی اجازت کے بغیر کیا ہوا نکاح باقی نہ رہا، تو اور کسی شخص کے ساتھ دوشیزہ کی مرضی کے خلاف نکاح کرنے کی اجازت کیونکر ہوسکتی ہے؟

تنبیہ:

بیٹی کے سابقہ نکاح کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے اسی بیٹی کا رشتہ طلب کرنے پر احتساب نہ فرمایا، کیونکہ بیٹی کی اجازت کے بغیر کیا ہوا نکاح شرعاً مردود ہوتا ہے۔

ولی کے بغیر بیٹی کے نکاح کا نہ ہونا

یہاں یہ بات پیشِ نظر رہے، کہ جس طرح باپ یا ولی کو قطعی طور پر اس بات کا حق نہیں، کہ وہ کسی بیوہ یا دوشیزہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کرے، اسی طرح کسی بیٹی کو، خواہ وہ دوشیزہ ہو یا بیوہ، اس بات کا قطعی طور پر حق نہیں، کہ وہ اپنے باپ یا ولی سے بالا بالا خود ہی اپنا نکاح کرے یا کسی اور کی وساطت سے کروالے۔ ایسے کئے ہوئے نکاح کی شرعی حیثیت سمجھنے کے لیے درج ذیل تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

---

1 المسند، رقم الحديث ٦١٣٦، ٩/٧-٨ باختصار. حافظ ہیثمی نے اس کے راویان کو [ثقہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ٤/٢٨٠)؛ شیخ احمد شاکر نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٩/٧). اس کو حضرات ائمہ دار قطنی، بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: سنن الدار قطني، كتاب النكاح، رقم الحديث ٣٧، ٣/٢٣٠؛ والسنن الكبرى للبيهقي، كتاب النكاح، باب ما جاء في إنكاح اليتيمة، رقم الحديث ١٣٦٩٢، ٧/١٩٥؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب النكاح، ٢/١٦٧). امام حاکم نے اس کو صحیحین کی شرط پر [صحیح] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٢/١٦٧؛ والتلخيص ٢/١٦٧).

ا: حضرات ائمہ احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لَا نِکَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ'' ❶

[''ولی کے بغیر نکاح ہی نہیں۔'']

اس پر امام ترمذی نے درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ مَا جَاءَ لَا نِکَاحَ إِلَّا بِوَلِي] ❷

[(حدیث میں) جو آیا ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں، اس کے متعلق باب]

امام ابن ماجہ نے لکھا ہے:

[لَا نِکَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ] ❸

---

❶ المسند، رقم الحديث ١٩٥١٨، ٣٢/٢٨٠؛ وسنن أبي داود، كتاب النكاح، باب في الولي، رقم الحديث ٢٠٨٥، ٦/٧٢؛ وجامع الترمذي، أبواب النكاح، رقم الحديث ١١٠٧، ٤/١٩١؛ وسنن ابن ماجه، أبواب النكاح، رقم الحديث ١٨٨٧، ١/٣٤٧؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب النكاح، باب الولي، رقم الحديث ٤٠٧٧، ٩/٣٨٩؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب النكاح، ٢/١٦٩. اس کو حضرات ائمہ عبدالرحمٰن بن مہدی، علی بن المدینی، بیہقی، حاکم نے [صحیح] قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی نے امام حاکم سے موافقت کی ہے اور شیخ البانی نے بھی اسے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: سبل السلام ٣/٢٢٧؛ والمستدرك على الصحيحين ٢/١٦٩-١٧٢؛ والتلخيص ٢/١٦٩-١٧٢؛ وصحيح سنن أبي داود ٢/٣٩٣؛ وصحيح سنن الترمذي ١/٣١٨؛ وصحيح سنن ابن ماجه ١/٣١٧؛ وإرواء الغليل ٦/٢٣٥).

❷ جامع الترمذي ٤/١٩١.

❸ سنن ابن ماجه ١/٣٤٦.

[ولی کے بغیر نکاح نہیں]

امام ابن حبان نے اس پر یہ عنوان لکھا ہے:

[ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنَّ الْوِلَايَةَ فِي الْإِنْكَاحِ إِنَّمَا هِيَ لِلْأَوْلِيَاءِ دُوْنَ النِّسَاءِ]❷

[اس بات کا بیان، کہ نکاح کرنے کا اختیار عورتوں کی بجائے سرپرستوں کے پاس ہے]

امام ابن حبان نے اس پر درج ذیل عنوان بھی تحریر کیا ہے:

[ذِكْرُ نَفْيِ إِجَازَةِ عَقْدِ النِّسَاءِ النِّكَاحَ عَلٰى أَنْفُسِهِنَّ بِأَنْفُسِهِنَّ دُوْنَ الْأَوْلِيَاءِ .]❸

[عورتوں کے لیے، سرپرستوں کی بجائے، خود اپنے نکاح کی اجازت نہ ہونے کا ذکر]

علامہ امیر صنعانی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"وَالْحَدِيْثُ دَلَّ عَلٰى أَنَّهُ لَا يَصِحُّ النِّكَاحُ إِلَّا بِوَلِيٍّ ، لِأَنَّ الْأَصْلَ فِي النَّفْيِ نَفْيُ الصِّحَّةِ ، لَا الْكَمَالِ ."❹

[''حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے، کہ ولی کے بغیر نکاح درست ہی نہیں، کیونکہ [لا نافیہ] اصل میں کسی چیز کے کمال کی نفی کی بجائے، اس کے درست ہونے کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔'']

---

❶ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ٩/ ٣٨٨.

❷ المرجع السابق ٩/ ٣٩١.

❸ سبل السلام ٣/ ٢٢٨.

۲: حضرات ائمہ احمد، ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ." [1]

''جس کسی عورت نے بھی اپنے ولی کے بغیر نکاح کیا، تو اس کا نکاح باطل ہے، تو اس کا نکاح باطل ہے، تو اس کا نکاح باطل ہے۔''

امام ابن حبان نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[ذِكْرُ بُطْلَانِ النِّكَاحِ الَّذِيْ نُكِحَ بِغَيْرِ وَلِيٍّ] [2]

[ولی کے بغیر کئے ہوئے نکاح کے بطلان کا ذکر]

دو قابل توجہ باتیں:

ا: شیخ محمد عبد الرحمٰن مبارکپوری حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"وَ(أَيُّمَا) مِنْ أَلْفَاظِ الْعُمُوْمِ فِيْ سَلْبِ الْوِلَايَةِ عَنْهُنْ مِنْ

---

[1] المسند، رقم الحديث ٢٤٢٠٥، ٤٠/٢٤٣؛ وسنن أبي داود، كتاب النكاح، باب في الولي، جزء من رقم الحديث ٢٠٨٣، ٦/٦٩-٧٠؛ وجامع الترمذي، أبواب النكاح، باب ما جاء لا نكاح إلا بولي، جزء من رقم الحديث ١١٠٨، ٤/١٩٢؛ وسنن ابن ماجه، أبواب النكاح، لا نكاح إلا بولي، جزء من رقم الحديث ١٨٨٥، ١/٣٤٦-٣٤٧؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب النكاح، باب الولي، جزء من رقم الحديث ٤٠٧٤، ٩/٣٨٤؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب النكاح ٢/١٦٨. **اس کو امام ترمذی نے** [حسن] **اور حضرات ائمہ ابوعوانہ، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم، شیخ البانی اور شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے** [صحیح] **قرار دیا ہے۔** (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي ٤/١٩٣؛ وفتح الباري ٩/١٩١؛ والمستدرك ٢/١٦٨؛ وصحيح سنن أبي داود ٢/٢٩٣؛ وصحيح سنن الترمذي ١/٣١٨؛ وصحيح سنن ابن ماجه ١/ ٣١٦؛ وإرواء الغليل ٦/٢٤٣؛ وهامش المسند ٤٠/٢٤٣). **الفاظ حدیث جامع الترمذی کے ہیں۔**

[2] الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ٩/٣٨٤.

غَيْـرِ تَـخْـصِيصٍ بِبَعْضٍ دُوْنَ بَعْضٍ أَيْ أَيُّمَا امْرَأَةٍ زَوَّجَتْ نَفْسَهَا.'' ❶

[''بلا تخصیص (سب) عورتوں سے ولایت (نکاح) سلب کرنے کے لیے (أَيُّمَا) عموم کے الفاظ میں سے ہے (اور) معنی یہ ہے، کہ جس کسی عورت نے بھی اپنا نکاح خود کیا۔]

مقصود یہ ہے، کہ آنحضرت ﷺ کا بیان کردہ یہ حکم سب عورتوں کے لیے ہے، خواہ وہ دیہاتی ہوں، یا شہری، ان پڑھ ہوں یا تعلیم یافتہ، تنگ دست ہوں یا مال دار، دوشیزہ ہوں یا بیوہ۔

ب: کسی چیز کے باطل ہونے کے لیے آنحضرت ﷺ کا اس بارے میں ایک دفعہ [باطل] فرمانا کافی ہے، جبکہ ایسے نکاح کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے تین مرتبہ [باطل] فرمایا، تاکہ یقینی طور پر اس کا بطلان اور اس کی برائی کی سنگینی واضح ہوجائے۔ ❷ واللہ تعالیٰ أعلم۔

نکاح میں ولی کا موجودگی کی شرط کے متعلق شیخ الإسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

''قرآن کریم کے ایک سے زیادہ مقام اور اسی طرح سنت کے ایک زیادہ مقام اس پر دلالت کرتے ہیں۔ اور یہی حضرات صحابہ کرام کا طریقہ تھا۔ اس زمانے میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی، کہ کسی عورت نے اپنی شادی خود کی ہو۔ اور یہی تو وہ بات ہے، جو کہ نکاح اور پوشیدہ یار بنانے میں حدِ فاصل کھینچتی ہے۔ اسی لیے عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''عورت اپنی شادی خود نہیں کرتی، یقیناً بدکار عورت ہی اپنی شادی خود کرتی ہے۔ ❸

---

❶ تحفة الأحوذي ٤/١٩٢. نیز ملاحظہ ہو: عون المعبود ٦/٧٠.

❷ ملاحظہ ہو: تحفة الأحوذي ٤/١٩٢؛

❸ مجموع فتاوى شيخ الإسلام ابن تيمية ٣٢/١٣١.

۳: امام عبد الرزاق اور امام ابن ابی شیبہ نے عکرمہ بن خالد کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ

''بلاشبہ راستے میں کچھ لوگوں کے ملنے سے ایک قافلہ بن گیا۔ ان میں سے ایک بیوہ عورت نے اپنا معاملہ اپنے ولی کی بجائے ایک اور شخص کے ہاتھ میں دے دیا، تو اس نے ایک شخص سے اس کا نکاح کروادیا۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اس [واقعہ] کی خبر ہوئی، تو انہوں نے نکاح کرنے اور کروانے والے (دونوں کو) درّے مارے، اور اس عورت کے نکاح کو ختم کردیا۔''[1]

۴: امام عبد الرزاق نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

"لَا تُنْكِحُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا، فَإِنَّ الزَّانِيَةَ تُنْكِحُ نَفْسَهَا."[2]

[''عورت اپنا نکاح خود نہ کروائے، کیونکہ بلاشبہ بدکار عورت اپنا نکاح خود کرواتی ہے۔'']

۵: امام عبد الرزاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

"اَلْبَغَايَا اللَّائِي يَتَزَوَّجْنَ بِغَيْرِ وَلِيٍّ."[3]

[''بدکار عورتیں ہی اپنی شادی خود کرتی ہیں'']

---

[1] مصنف عبد الرزاق، كتاب النكاح، باب النكاح بغير ولي، رقم الرواية ١٠٤٨٦، ٦/١٩٨_١٩٩؛ و مصنف ابن ابي شيبه، كتاب النكاح، في المرأة إذا تزوّجت بغير ولي، ٤/١٣١_١٣٢. متن میں ترجمہ مصنف عبد الرزاق کی روایت کا ہے۔

[2] مصنف عبد الرزاق، كتاب النكاح، باب النكاح بغير ولي، رقم الرواية ١٠٤٩٤، ٦/٢٠٠.

[3] المرجع السابق، جزء من رقم الرواية ١٠٤٨١، ٦/١٩٧.

۶: امام عبدالرزاق نے عمرو بن دینار سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''ابوامامہ کی بیٹی نے بنوبکر قبیلہ کی ایک عورت کی شادی کنانہ بن مضرس سے کروادی۔ علقمہ بن اَبی علقمہ عتواری نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا، اور تب وہ مدینہ [طیبہ] میں تھے:

"إِنِّيْ وَلِيُّهَا وَأَنَّهَا أُنْكِحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِيْ ."

[بلاشبہ میں اس کا ولی ہوں اور یقیناً اس کا نکاح میری اجازت کے بغیر ہوا ہے]

فَرَدَّه عُمَرُ ، وَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ أَصَابَهَا"❶

[عمر رحمہ اللہ نے اس [نکاح] کو ختم کروادیا اور آدمی اس عورت سے ازدواجی تعلقات قائم کر چکا تھا۔]

امام ترمذی لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث [لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ] [ولی کے بغیر نکاح نہیں] پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے اہل علم کا عمل ہے، انہی میں سے عمر بن الخطاب، علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عباس، ابوہریرہ اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ فقہائے تابعین سے بھی روایت کی گئی ہے، کہ انہوں نے کہا: [ولی کے بغیر نکاح نہیں] انہی میں سے سعید بن المسیب، حسن بصری، شریح، ابراہیم نخعی، عمر بن عبدالعزیز اور ان کے علاوہ دیگر تابعین ہیں اور یہی رائے سفیان ثوری، اوزاعی، مالک، عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق کی ہے۔''❷

---

❶ مصنف عبدالرزاق ، رقم الرواية ١٠٤٨٤ ، ١٩٨/٦.

❷ جامع الترمذي ١٩٦/٤_١٩٧.

شاہ ولی اللہ دہلوی [نکاح میں ولی کی شرط] کی حکمت بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"وَفِي اشْتِرَاطِ الْوَلِيِّ فِي النِّكَاحِ تَنْوِيْهُ أَمْرِهِمْ، وَاسْتِبْدَادُ النِّسَاءِ بِالنِّكَاحِ وَقَاحَةٌ مِنْهُنَّ، مَنْشَؤُهَا قِلَّةُ الْحَيَاءِ، وَاقْتِضَابٌ عَلَى الْأَوْلِيَاءِ، وَعَدَمُ اكْتِرَاثٍ لَهُمْ.

وَأَيْضًا يجب أَنْ يُمَيَّزَ النِّكَاحُ مِنَ السِّفَاحِ بِالتَّشْهِيرِ، وَأَحَقُّ التَّشْهِيرِ أَنْ يَحْضُرَهُ أَوْلِيَاؤُهَا." [1]

["نکاح میں ولی کی شرط ان [یعنی سرپرستوں] کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے اور عورتوں کا نکاح کو اپنے ہاتھوں میں لینے میں بے غیرتی ہے، جس کا سبب حیا کی قلت، اولیاء [کے حق] پر دست درازی اور ان سے لاپرواہی برتنا ہے۔

علاوہ ازیں تشہیر کے ذریعہ نکاح کو بدکاری سے ممیّز کرنا واجب ہے اور نکاح کی تشہیر میں سب سے زیادہ ضروری بات لڑکی کے اولیاء کا حاضر ہونا ہے۔"]

گفتگو کا حاصل یہ ہے، کہ بیٹی کے حقوق میں سے ایک یہ ہے، کہ کوئی والد یا سرپرست اس کا نکاح کہیں بھی اس کی اجازت کے بغیر نہیں کرسکتا۔ اور اگر وہ ایسا کرے، تو بیٹی شرعی عدالت کے ذریعہ اس نکاح کو ختم کرواسکتی ہے۔ اسی طرح کسی بیٹی کو بھی یہ اختیار نہیں، کہ وہ اپنے والد یا اس کی عدم موجودگی میں سرپرست سے بالا بالا اپنا نکاح کرلے۔ ایسا نکاح باطل ہے۔ شرعی طور پر اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

---

[1] حجة الله البالغة ۲/۱۲۷.

شرطِ ولی کے نکاح میں رکاوٹ بننے کو روکنے کی تدبیریں

نکاح میں ولی کی شرکت اور سرپرستی کا مقصود...... واللہ تعالیٰ اَعلم...... بیٹی کے حقوق ومصالح کا تحفظ، نکاح کو آسان بنانا اور اسے ہر قسم کے شک وشبہ والے معاملہ سے بلند و بالا کرنا ہے۔ سلف صالحین اس حقیقت سے آگاہ تھے اور اس سلسلے میں اپنی ذمہ داری نبھانے کا خوب اہتمام کرتے تھے۔ ❶ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اپنی بیوہ ہونے والی بیٹی کے لیے اس بارے میں کدوکاوش ایک عمدہ مثال ہے۔

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ

''جب حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی خنیس بن حذافہ سہمی کی مدینہ (طیبہ) میں وفات کی وجہ سے بیوہ ہوئیں، ''تو۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ میں عثمان۔ رضی اللہ عنہ۔ کے پاس آیا اور ان کے لیے حفصہ۔ رضی اللہ عنہا۔ (کا رشتہ) پیش کیا۔''

انہوں نے کہا: ''میں اپنے معاملے میں غور کروں گا۔''

عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ''میں (پھر) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا، تو میں نے کہا:

''اگر آپ پسند کریں، تو حفصہ بنت عمر آپ کے نکاح میں دے دوں۔''

ابوبکر۔ رضی اللہ عنہ۔ خاموش رہے اور انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

مجھے ان کے طرزِ عمل سے عثمان رضی اللہ عنہ کے ردّ عمل سے زیادہ رنج ہوا۔

میں کچھ راتیں ٹھہرا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے (یعنی ان کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا سے) نکاح کا پیغام بھیجا، تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کا نکاح کردیا۔'' ❷

---

❶ الحمدللہ آج بھی ان کے نقش قدم پر چلنے والے لوگ موجود ہیں۔ کثرھم اللہ تعالیٰ۔ آمین۔

❷ صحیح البخاري، کتاب النکاح، جزء من رقم الحدیث ۵۱۲۲، ۹/۱۷۵۔۱۷۶.

اس حدیث میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اپنی بیوہ ہونے والی بیٹی کے نکاح کے لیے اہتمام واضح ہے۔امام بخاری نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ عَرْضِ الْإِنْسَانِ ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتَهُ عَلَى أَهْلِ الْخَيْرِ] ❶

[کسی انسان کے اپنی بیٹی یا بہن کو اہل خیر سے نکاح کی خاطر پیش کرنے کے متعلق باب]

لیکن بسا اوقات نکاح میں ولی کی سرپرستی کی شرط سے بیٹی کو ضرر پہنچنے کا خدشہ ہوتا ہے، بلکہ کتنی ہی دفعہ بعض اولیاء کے نامناسب طرزِ عمل کی بنا پر بیٹی کی حق تلفی ہوتی ہے۔ بیٹی کو ضرر پہنچنے کے اندیشہ کے ازالے اور حق تلفی کے سدباب کے لیے اسلامی شریعت میں متعدد تدبیریں ہیں، جن میں سے آٹھ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

۱: ولی کے نہ ہونے کی صورت میں حاکم کا ولی ہونا:

اگر کسی خاتون کا ولی سرے سے موجود ہی نہ ہو، تو اس کا حق ولایت مسلمان حاکم کو منتقل ہوجائے گا۔ امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ، وَالسُّلْطَانُ مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ." ❷

"ولی کے بغیر نکاح نہیں اور جس (خاتون) کا ولی نہ ہو، تو سلطان اس کا ولی ہے۔"

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

"لَا نَعْلَمُ خِلَافًا بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي أَنَّ لِلسُّلْطَانِ وِلَايَةَ

---

❶ المرجع السابق ۹/۱۷۵.

❷ المسند، رقم الحدیث ۲۲۶۰، ۴/۱۲۱. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اسے [حسن لغیرہ] قرار دیا ہے۔(ھامش المسند ۴/۱۲۱).

تَزْوِيجِ الْمَرْأَةِ عِنْدَ عَدَمِ أَوْلِيَائِهَا أَوْ عَضْلِهِمْ . وَبِهِ يَقُوْلُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَإِسْحَاقُ وَأَبُوْعُبَيْدٍ وَأَصْحَابُ الرَّأْيِ ، وَالْأَصْلُ فِيهِ قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: "فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ." ❶

''ہمارے علم کے مطابق اہل علم میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں، کہ اولیاء کے نہ ہونے یا ان کے (ہٹ دھرمی کی بنا پر) نکاح سے روکنے کی صورت میں حاکم کو خاتون کے نکاح کا اختیار ہوگا۔ (حضرات ائمہ) مالک، شافعی، اسحاق، ابوعبید اور اصحاب رائے کا یہی قول ہے۔ اس بارے میں اساس نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس کا ولی نہ ہو، تو سلطان اس کا ولی ہے۔''

اس بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رقم طراز ہیں:

"وَأَمَّا مَنْ لَا وَلِيَّ لَهَا ، فَإِنْ كَانَ فِي الْقَرْيَةِ أَوِ الْحِلَّةِ نَائِبُ حَاكِمٍ زَوَّجَهَا هُوَ ، وَأَمِيرُ الْأَعْرَابِ ، وَرَئِيسُ الْقَرْيَةِ . وَإِذَا كَانَ فِيهِمْ إِمَامٌ مُطَاعٌ زَوَّجَهَا أَيْضًا بِإِذْنِهَا . وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ . ❷

''جس (خاتون) کا ولی نہ ہو، تو بستی یا محلے میں نائب حاکم موجود ہونے کی صورت میں، وہ اس کا نکاح کروادے گا۔ اور (اسی طرح) بدوؤں کا امیر اور بستی کا سربراہ۔ اگر ان میں ایسا حاکم موجود ہو، جس کی اطاعت کی جاتی ہو، تو وہ اس (خاتون) کی اجازت سے اس کا نکاح کروائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔''

۲: ولی اور سلطان دونوں کی عدم موجودگی میں عادل شخص کا نکاح کروانا:

علامہ ابن قدامہ تحریر کرتے ہیں:

❶ المغني ۹/ ۳۶۰-۳۶۱.

❷ مجموع فتاوى شيخ الإسلام ابن تيمية ۳۲/ ۳۵.

"فَإِنْ لَمْ يُوْجَدُ لِلْمَرْأَةِ وَلِيٌّ وَلَا ذُوْ سُلْطَانٍ فَعَنْ أَحْمَدَ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ يُزَوِّجُهَا رَجُلٌ عَدْلٌ بِإِذْنِهَا ، فَإِنَّهُ قَالَ فِي دِهْقَانِ قَرْيَةٍ: "يُزَوِّجُ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهَا ، إِذَا احْتَاطَ لَهَا فِي الْكُفْءِ وَالْمَهْرِ ، إِذَا لَمْ يَكُنْ فِي الرُّسْتَاقِ قَاضٍ ." ❶

''(امام) احمد سے نقل کردہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے، کہ اگر خاتون (کے نکاح) کے لیے نہ ولی ہو اور نہ سلطان، تو عادل شخص اس (خاتون) کی اجازت سے اس کا نکاح کروادے، کیونکہ انہوں نے بستی کے سربراہ کے متعلق کہا ہے: ''جب علاقے میں قاضی نہ ہو، تو وہ (بستی کا سربراہ) کفو ❷ اور مہر میں احتیاط کرتے ہوئے خاتون کا نکاح کروائے۔''

۳: بے رابطہ غائب کی ولایت کا دوسرے کو منتقل کرنا:

علامہ ابوالقاسم الخرقی رقم طراز ہیں:

"وَإِذَا كَانَ وَلِيُّهَا غَائِبًا فِي مَوْضِعٍ لَا يَصِلُ إِلَيْهِ الْكِتَابُ أَوْ يَصِلُ فَلَا يُجِيْبُ عَنْهُ ، زَوَّجَهَا مَنْ هُوَ أَبْعَدُ مِنْهُ مِنْ عَصَبَاتِهَا . فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَالسُّلْطَانُ ." ❸

''اگر ولی کسی ایسی جگہ غائب ہو، کہ اسے چٹھی نہ پہنچتی ہو، یا پہنچنے پر وہ

❶ المغني ٩/٣٦٢.

❷ (كفو): یعنی دین ودنیا کے اعتبار سے اس کے ہم پلہ نہیں۔ (ملاحظہ ہو: تحرير ألفاظ التنبيه للنووي: ص : ٢٥، وكتاب التعريفات للجرجاني ص ٢٣٧).

❸ مختصر الخِرَقي ٩/٣٨٥.

تنبیہ: اس مسئلہ میں دو باتوں کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ پہلی بات یہ ہے، کہ ایسی صورت میں دور کے قرابت دار اور حاکم میں سے کون نکاح کروائے؟ احناف اور حنابلہ کی رائے میں دور کے قرابت دار کا حق پہلے ہے اور شوافع کے نزدیک حاکم کا حق پہلے ہے۔ الحمدللہ دونوں میں سے کسی ایک ⇦⇦⇦

جواب نہ دے، تو اس (خاتون) کا قدرے دور کا قرابت دار اس کا نکاح کروائے۔ اگر وہ (بھی) نہ ہو، تو پھر حاکم۔''

۴: گم شدہ یا قیدی کی ولایت کا دوسرے کو منتقل ہونا:

اس کا حکم بے رابطہ غائب ولی کی مانند ہے۔ ❶ شیخ شربینی الخطیب الشافعی تحریر کرتے ہیں:

قَالَ الْأَذْرَعِيْ: "وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ لَوْ كَانَ فِي الْبَلَدِ فِيْ سِجْنِ السُّلْطَانِ، وَتَعَذَّرَ الْوُصُوْلُ إِلَيْهِ أَنَّ الْقَاضِيْ يُزَوِّجُ. وَيُزَوِّجُ الْقَاضِيْ أَيْضًا عَنِ الْمَفْقُوْدِ الَّذِيْ لَا يُعْرَفُ مَكَانُهُ، وَلَا مَوْتُهُ، وَلَا حَيَاتُهُ لِتَعَذُّرِ نِكَاحِهَا مِنْ جِهَتِهِ، فَأَشْبَهَ مَا إِذَا عَضَلَ." ❷

اذرعی نے کہا: ''یہ بات واضح ہے، کہ اگر وہ (ولی) شہر (ہی) میں حاکم کی قید میں ہو اور اس تک رسائی محال ہو، تو قاضی نکاح کروائے۔ قاضی ایسے

⇦⇦⇦ رائے پر بھی عمل کرنے سے نکاح میں موجود تعطل ختم ہو جائے گا۔ البتہ دونوں میں سے شاید راجح رائے احناف اور حنابلہ کی ہے۔ اس ترجیح کے دو اسباب ہیں۔ (۱) سلطان تب کسی خاتون کا ولی بنتا ہے، جب کہ اس کا ولی نہ ہو، لیکن اس خاتون کا تو ولی موجود ہے، اگرچہ وہ قرابت میں قدرے دور ہے۔ اس لیے سلطان اس کا ولی قرار نہیں پائے گا۔ (ملاحظہ ہو: المغني ۹/۳۸۵). (۲) حاکم کی بجائے قرابت دار کے ذریعے سے نکاح کروانا نسبتاً آسان اور سہل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دوسری اختلافی بات یہ ہے، کہ بے رابطہ غائب ولی کے لاپتہ ہونے کی مدت کتنی ہے؟ اس بارے میں شرعی نص کے بغیر قطعی اور دوٹوک بات کہنا آسان کام نہیں۔ علامہ ابن قدامہ کی رائے موزوں معلوم ہوتی ہے، کہ جس مدت تک عرف عام میں انتظار نہ کیا جاتا ہو اور اس انتظار سے خاتون کو ضرر لاحق ہو۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۹/۳۸۶). والله تعالى أعلم.

❶ المرجع السابق ۹/۳۸۷.

❷ مغني المحتاج على متن المنهاج ۳/۱۵۷.

گم شدہ شخص کی طرف سے بھی نکاح کروائے، [1] جس کی جگہ، موت اور زندگی کی خبر نہ ہو، کیونکہ اس (ولی) کی جانب سے تو نکاح ہونا ناممکن ہے، تو وہ نکاح سے روکنے والے ولی کے مشابہ ہو گیا۔'' [2]

۵: نااہل کی ولایت کا دوسرے کو منتقل ہونا:

امام نووی لکھتے ہیں:

''لَا وِلَايَةَ لِرَقِيْقٍ وَصَبِيٍّ وَمَجْنُوْنٍ وَمُخْتَلِّ النَّظَرِ بِهَرَمٍ أَوْخَبَلٍ، وَكَذَا مَحْجُوْرٍ عَلَيْهِ بِسَفَهٍ عَلَى الْمَذْهَبِ. وَمَتٰى كَانَ الْأَقْرَبُ بِبَعْضِ هٰذِهِ الصِّفَاتِ فَالْوِلَايَةُ لِلْأَبْعَدِ.'' [3]

''غلام، بچے، دیوانے، بڑھاپے یا سدھار پن کی بنا پر غیر ثابت رائے والے (غیر مستقل مزاج) اور اسی طرح مذہب کے مطابق بیوقوفی کی وجہ سے عدالت کی طرف سے تصرفات سے روکے ہوئے شخص کے لیے (کسی خاتون کے نکاح کرنے کی) ولایت نہیں۔ جب زیادہ نزدیکی قرابت والے ولی میں ان سے کوئی وصف ہوگا، تو قدرے دور کی قرابت والے کے لیے ولایت منتقل ہو جائے گی۔''

---

[1] قاضی کا ایسی صورت میں نکاح کروانا شوافع کی رائے کے مطابق ہے۔ احناف اور حنابلہ کی رائے میں قدرے دور کا قرابت دار نکاح کروائے گا۔ اس کی عدم موجودگی یا نکاح نہ کروانے کی صورت میں قاضی نکاح کروائے گا۔

[2] یعنی جس طرح نکاح سے روکنے والے ولی کی ولایت دوسرے شخص کو منتقل ہو جاتی ہے، اسی طرح بے رابطہ غائب ولی، گم شدہ ولی کی ولایت بھی دوسرے شخص کو منتقل ہو جائے گی۔

[3] المنهاج للنووي: ۳/۱۵٤.

٦: باہمی تنازعہ کرنے والوں کی ولایت کا حاکم کو منتقل ہونا:

حضرات ائمہ احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"فَإِنِ اشْتَجَرُوْا، فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ." ❶

"پس اگر وہ [اولیاء] (آپس میں) جھگڑا کریں، تو جس (خاتون) کا کوئی ولی نہ ہو، تو حاکم اس کا ولی ہے۔"

خاتون کے نکاح کے بارے میں آپس میں تنازعہ کرنے والے اولیاء کی ولایت حاکم کو منتقل ہو جاتی ہے، کیونکہ جھگڑنے کا نتیجہ نکاح کا نہ ہونا ہے اور جب بھی ولی نکاح میں (شرعی مصلحت کے بغیر) رکاوٹ بنے، تو گویا کہ وہ ولی ہی نہیں اور جب وہ ولی نہ رہا، تو حاکم اس خاتون کا ولی ہوگا۔ ❷

٧: بے جا حمیت کے سبب رکاوٹ بننے کی ممانعت:

امام بخاری نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"میں نے اپنی بہن کا نکاح ایک شخص سے کیا، تو اس نے اسے طلاق دے دی، جب اس کی عدت پوری ہوئی، تو وہ نکاح کا پیغام لے کر آیا۔

میں نے اسے کہا:

"زَوَّجْتُكَ، وَأَفْرَشْتُكَ، وَأَكْرَمْتُكَ، فَطَلَّقْتَهَا، ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَا، لَا، وَاللّٰهِ! لَا تَعُوْدُ إِلَيْكَ أَبَدًا."

---

❶ حدیث کا ابتدائی حصہ اور تخریج اس کتاب کے ص ۵۳ پر ملاحظہ فرمائیے۔

❷ ملاحظہ ہو: عون المعبود ٦/٧٠۔٧١؛ و إنجاز الحاجة ٦/٢٤٩. نیز ملاحظہ ہو: كتاب الكافي في فقه أهل المدينة المالكي ٢/٥٢٥.

''میں نے (اسے) تمہارے نکاح میں دیا، تمہاری بیوی بنایا اور تمہیں عزت دی، لیکن تم نے اسے طلاق دے دی۔ پھر (اب) اس کے نکاح کا پیغام لے کر آئے ہو۔ (ہرگز) نہیں، تمہاری طرف وہ کبھی نہیں لوٹے گی۔''

وَكَانَ رَجُلًا لَا بَأْسَ بِهِ، وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تُرِيْدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ.

وہ آدمی بھی کچھ برا نہیں تھا اور عورت بھی اس کے ہاں واپس جانا چاہتی تھی۔

فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ﴾. ❶

پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: (ترجمہ: تم ان عورتوں کو نہ روکو)۔

میں نے عرض کیا: ''اَلْآنَ أَفْعَلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ!.''

''اب میں کرتا ہوں یارسول اللہ ﷺ۔''

انہوں نے بیان کیا: ''فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ.'' ❷

''انہوں نے اس کا (یعنی اپنی بہن کا) ان سے نکاح کر دیا۔''

ایک دوسری روایت میں ہے:

---

❶ مکمل آیت شریفہ یہ ہے: ﴿وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اَطْهَرُ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾. (سورة البقرة/الآية ۲۳۲)

[ترجمہ: اور جب تم عورتوں کو طلاق دو، پس وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں، تو انہیں اپنے (سابقہ) خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو، جب وہ آپس میں اچھے طریقے سے راضی ہو جائیں۔ اس بات کی تم میں اسے نصیحت کی جاتی ہے، جو اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت کے ساتھ ایمان رکھتا ہے۔ یہ تمہارے لیے زیادہ ستھرا اور زیادہ پاکیزہ ہے اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔]

❷ صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب من قال: **''لا نكاح إلا بولي''** رقم الحديث ۵۱۳۰، ۹/۱۸۳.

"فَسَمِعَ ذٰلِكَ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ ، فَقَالَ: "سَمْعًا لِرَبِّي وَطَاعَةً."

فَدَعَا زَوْجَهَا، فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ." ❶

''معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے اسے (یعنی اس آیت کو) سنا اور کہا: ''میں نے اپنے رب کی بات سنی اور اس پر عمل کے لیے تیار ہوں۔''

پھر انہوں نے اس (یعنی اپنی بہن) کے (سابقہ) شوہر کو بلایا اور اس کا نکاح ان سے کر دیا۔''

ایک اور روایت میں ہے:

"فَإِنِّي أُؤْمِنُ بِاللّٰهِ."

فَأَنْكَحَهَا إِيَّاهُ، وَكَفَّرَ عَنْ يَمِينِهِ." ❷

''(انہوں نے کہا): ''پس بے شک میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان رکھتا ہوں۔''

(پھر) انہوں نے اسے ان کے نکاح میں دے دیا اور اپنی قسم کا کفارہ دیا۔''

امام طبری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے یہ آیت خواتین کے اولیاء پر اپنی زیر سرپرستی خواتین کو ضرر پہنچانے کی حرمت کے لیے نازل فرمائی، کہ اگر وہ اپنے سابقہ شوہروں کے ساتھ، جن سے وہ طلاق یا فسخ نکاح سے جدا ہوئی تھیں، دوبارہ نکاح کرنا چاہیں، تو وہ انہیں اس سے منع نہ کریں۔'' ❸

بے جا حمیت کی ایک شکل کے متعلق شیخ ابن باز کا بیان:

بے جا حمیت کی بنا پر زیر سرپرستی خواتین کے نکاحوں میں رکاوٹ کی ایک صورت

---

❶ منقول از: فتح الباري ۹/۱۸۷.

❷ منقول از: المرجع السابق ۹/۱۸۷.

❸ ملاحظہ ہو: تفسير الطبري ۵/۲۳.

کا ذکر کرتے ہوئے شیخ ابن باز لکھتے ہیں:

اس بارے میں ناپسندیدہ باتوں میں سے ایک یہ ہے، کہ بہت سے بادیہ نشین اور کچھ شہری لوگ بھی چچا کی لڑکی کا کسی دوسری جگہ نکاح کرنے سے روکتے ہیں۔ یہ سنگین برائی، طریقہ جاہلیت اور خواتین پر ظلم ہے۔ اس کی وجہ سے باہمی کدورتیں، قطع رحمی، خون ریزی وغیرہ بہت زیادہ فتنے اور سنگین بُرائیاں رونما ہوئی ہیں۔ [1]

بے جا حمیت پر اصرار کے وقت حاکم کی ذمہ داری:

خواتین کے اولیاء کو بے جا حمیت سے روکنے کی خاطر صرف وعظ ونصیحت پر اکتفا نہ کیا جائے گا، بلکہ اولیاء کے اصرار کی صورت میں حاکم ان کی زیر سرپرستی خواتین کا نکاح کروائے گا۔ حضرت معقل رضی اللہ عنہ والی حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"وَإِنْ أَصَرَّ زَوَّجَ عَلَيْهِ الْحَاكِمُ. وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ." [2]

''اگر اس (یعنی ولی) نے (روکنے پر) اصرار کیا، تو اس کی بجائے حاکم نکاح کروادے گا واللہ تعالیٰ أعلم۔''

اس بارے میں اہل اقتدار کی ذمہ داری کو بیان کرتے ہوئے شیخ ابن باز تحریر کرتے ہیں:

وَالْوَاجِبُ عَلٰى وُلَاةِ الْأُمُوْرِ مِنَ الْأُمَرَاءِ وَالْقُضَاةِ الْأَخْذُ عَلٰى يَدِ مَنْ عُرِفَ بِالْعَضْلِ، وَالسَّمَاحُ لِغَيْرِهِ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ بِالتَّزْوِيْجِ لِمُوَلِّيَاتِهِمْ، الْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ، تَنْفِيْذًا لِلْعَدْلِ، وَحِمَايَةً لِلشَّبَابِ وَالْفَتَيَاتِ مِنَ الْوُقُوْعِ فِيْمَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ بِأَسْبَابِ عَضْلِ أَوْلِيَائِهِمْ وَظُلْمِهِمْ. نَسْأَلُ اللّٰهَ

---

[1] تقرير شيخ ابن باز بعنوان [نصيحة وتنبيه على مسائل النكاح مخالفة الشرع] ص٨-٩.

[2] فتح الباري ١٨٨/٩.

لِلْجَمِيْعِ الْهِدَايَةَ ، وَإِيْثَارَ الْحَقِّ عَلٰى هَوَى النَّفْسِ . ❶

اہل اقتدار امراء اور قضاۃ پر یہ بات واجب ہے، کہ وہ (اولیاء کو اپنے زیر سرپرستی خواتین کے) نکاح میں رکاوٹ بننے سے منع کریں، تاکہ عدل نافذ ہو اور نوجوان لڑکوں لڑکیوں کو اولیاء کے نکاح سے روکنے اور ظلم کی بنا پر حرام میں واقع ہونے سے بچایا جاسکے۔

۸: ذاتی مصلحت کے سبب رکاوٹ بننے کی ممانعت:

بعض اولیاء اپنی ذاتی مصلحتوں کی بنا پر بیٹی کے نکاح میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ جیسے تنخواہ دار بیٹی کی تنخواہ سے لمبی مدت تک استفادہ کرنے کی رغبت، رشتہ طلب کرنے والے سے اپنے لیے زیادہ سے زیادہ مال لینے کی حرص، طویل عرصہ تک بیٹی سے ذاتی خدمت کروانے کی خواہش وغیرہ۔ ان کی جانب سے نکاح میں تاخیر یا تعطیل بیٹی کی مصلحت کی بجائے اپنی مصلحت یا مصلحتوں کے لیے ہوتی ہے۔ ایسے سرپرست لوگوں کو رکاوٹ بننے سے منع کیا جائے گا۔ حاکم انہیں حقِ ولایت سے محروم کرکے دیگر قدرے دور کے سرپرستوں کو نکاح کروانے کا حکم دے گا۔ شیخ ابن باز رقم طراز ہیں:

"وَلَا يَجُوْزُ عَضْلُهُنَّ لِطَلَبِ الْمَالِ الْكَثِيْرِ وَلَا لِغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْأَغْرَاضِ الَّتِي لَمْ يَشْرَعْهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ ﷺ . " ❷

''ان (یعنی خواتین) کو زیادہ مال طلب کرنے اور دیگر غیر شرعی مقاصد کے لیے، جنہیں اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ نے بیان نہیں کیا، (نکاح سے) روکنا جائز نہیں۔''

---

❶ ملاحظہ ہو: الفتاوی الشرعية في المسائل العصرية من فتاوی علماء البلد الحرام ص ٤٩٦ .

❷ الفتاوی الشرعية في المسائل العصرية من فتاوی علماء البلد الحرام ص ٤٩٦ .

اولیاء کے رکاوٹ بننے کے متعلق شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا قول:

اس بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں: جب وہ (یعنی خاتون) کسی شخص سے راضی ہو اور وہ کفو ہو، تو اس کے ولی پر واجب ہے، کہ وہ اس کا اس سے نکاح کروادے۔ اگر اس (ولی) نے اسے (یعنی خاتون کو نکاح سے) روکا یا نکاح کروانے سے (خود) گریز کیا، تو علماء کے متفقہ قول کے مطابق قدرے دور کا ولی یا حاکم اس (یعنی پہلے ولی) کی اجازت کے بغیر اس (خاتون) کا نکاح کروادے گا۔ اسے (اس کی ناپسندیدہ جگہ پر نکاح کرنے پر) مجبور کرنے والے اور (اس کی پسندیدہ جگہ نکاح سے) روکنے والے تو زمانۂ جاہلیت کے طریقے والے ظالم لوگ ہی ہیں، جو کہ اپنی زیر سرپرستی خواتین کا نکاح ایسے لوگوں سے کرواتے ہیں، جن کا انتخاب وہ خاتون کی مصلحت کی بجائے اپنی مصلحت کی بنا پر کرتے ہیں۔ (پھر) وہ اسے (یعنی خاتون کو) مجبور کرتے ہیں یا شرمندہ کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ وہ (اپنی ناپسندیدہ جگہ میں نکاح) کرلے اور وہ (اولیاء) اپنی کسی عداوت یا مصلحت کی بنا پر اس شخص کے ساتھ نکاح سے روکتے ہیں، جو کہ اس (خاتون) کے لیے کفو ہوتا ہے۔ یہ سارا طرزِ عمل زمانہ جاہلیت کا دستور، ظلم اور زیادتی ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے اور اس کی حرمت پر اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولیاء پر واجب کیا ہوا ہے، کہ وہ اپنی خواہشات کی بجائے (زیر سرپرستی) خاتون کی مصلحت کو پیش نظر رکھیں، جیسے کہ باقی ماندہ دوسرے لوگوں کے اولیاء اور وکلاء ہوتے ہیں۔ ان کا مطمح نظر اپنی خواہشات کی بجائے اپنے موکلین کی مصلحت ہوتا ہے۔ یہ تو وہی امانت ہے، جس کے ادا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰٓى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ

بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ﴾ ❶

[بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں، کہ امانتیں ان کے حق داروں کو ادا کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو، تو وہ عدل کے ساتھ کرو۔]

اور یہ واجب کردہ خیر خواہی میں سے ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''دین خیر خواہی ہے، دین خیر خواہی ہے، دین خیر خواہی ہے۔''

انہوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! کس کے لیے؟''

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ، ان کی کتاب، ان کے رسول، مسلمانوں کے اماموں اور ان کے عوام کے لیے ❷۔'' ❸ واللہ تعالیٰ أعلم.

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ بیٹی کے نکاح میں ولی کی سرپرستی بیٹی کی مصلحت کے لیے ہے، اسے ضرر پہنچانے یا حق تلفی کی غرض نہیں۔ اگر اولیاء کے نامناسب طرزِ عمل یا خارجی اسباب کی وجہ سے ایسی صورت حال پیدا ہو جائے یا اس کا اندیشہ ہو، تو قرآن و سنت کی روشنی میں علماء نے اس کے ازالے کی تدبیریں پہلے سے بیان کر دی ہوئی ہیں۔

(۱۴)

ہدیہ میں بیٹی کا بیٹے کے برابر حصہ

امام بخاری اور امام مسلم نے عامر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے

---

❶ سورة النساء/ جزء من رقم الآية ٥٨.

❷ ملاحظہ ہو: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في النصيحة، رقم الحديث ٤٩٣٤، ١٣/١٩٦. نیز ملاحظہ ہو: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أنّ الدين النصيحة، رقم الحديث ٩٥-(٥٥)، ١/٧٤. صحیح مسلم میں [**الدين النصيحة**] ایک مرتبہ ہے۔

❸ ملاحظہ ہو: مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ ٣٢/٥٢-٥٣.

بیان کیا: ''میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کو منبر پر بیان کرتے ہوئے سنا:

''میرے باپ نے مجھے عطیہ دیا، تو عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا ❶ نے کہا:

''جب تک آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر گواہ نہ بنائیں گے، میں راضی نہیں ہوں گی۔''

چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: ''میں نے عمرہ بنت رواحہ سے اپنے بیٹے کو عطیہ دیا، تو یا رسول اللہ! اس [یعنی بیوی] نے مجھے حکم دیا ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناؤں۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

''أَعْطَیْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا؟''

''کیا تم نے باقی ماندہ اولاد کو (بھی) ایسا ہی عطیہ دیا ہے؟''

انہوں نے عرض کیا: ''لا''

''نہیں''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَیْنَ أَوْلَادِكُمْ''

''پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو''

انہوں نے بیان کیا: ''وہ واپس آئے اور اپنا عطیہ واپس لے لیا۔'' ❷

اس قصہ کو اچھی طرح سمجھنے کی خاطر درج ذیل سات روایات کے الفاظ بھی توفیق الٰہی سے نقل کیے جا رہے ہیں:

---

❶ حضرت نعمان کی والدہ۔ رضی اللہ عنہا۔

❷ متفق علیه: صحیح البخاري، کتاب الهبة، باب الإشهاد في الهبة، رقم الحدیث ۲۵۸۷، ۵/۲۱۱، وصحیح مسلم، کتاب الهبات، باب کراهة تفضیل بعض الأولاد في الهبة، رقم الحدیث ۱۳ ـ (۱۶۲۳)، ۳/۱۲۴۲ـ۱۲۴۳. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

ا: صحیح مسلم میں ہے: آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"فَلَا تُشْهِدْنِي إِذًا ، فَإِنِّي لَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ ."❶

"پھر مجھے گواہ نہ بناؤ، کیونکہ بے شک میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔"

ب: صحیح مسلم میں ہی ہے: آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"فَلَيْسَ يَصْلُحُ هٰذَا ، وَإِنِّي لَا أَشْهَدُ إِلَّا عَلَى حَقٍّ ."❷

"یہ درست نہیں اور یقیناً میں حق کے علاوہ کسی اور بات پر گواہ نہیں بنتا۔"

ج: سنن النسائی میں ہے:

"أَلَا سَوَّيْتَ بَيْنَهُمْ؟"❸

[تم نے ان کے درمیان مساوات کیوں نہیں کی"؟]

د: صحیح ابن حبان میں ہے: "سَوِّ بَيْنَهُمْ"❹

"ان کے درمیان مساوات کرو"

ہ: صحیح مسلم اور سنن النسائی میں ہے: "فَأَرْجِعْهُ"❺

"پس اسے کو واپس لے لو"

---

❶ صحیح مسلم، جزء من رقم الحدیث ١٤ ـ (١٦٢٣)، ٣/١٢٤٣؛ نیز ملاحظہ ہو: صحیح البخاري، کتاب الشهادات، باب لا یشهد علی شهادة جور إذا أُشهد، جزء من رقم الحدیث ٢٦٥٠، ٥/٢٥٨.

❷ صحیح مسلم، جزء من رقم الحدیث ١٩ ـ (١٦٢٤)، ٣/١٢٤٤.

❸ صحیح سنن النسائي، کتاب النُّحل، باب ذکر اختلاف ألفاظ الناقلین لخبر النعمان ابن بشیر رضی الله عنهما في النُّحل، جزء من رقم الحدیث ٣٤٤٦، ٢/٧٨٤. شیخ البانی نے اس کی [سند کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٢/٧٨٤).

❹ الإحسان في تقریب صحیح ابن حبان، کتاب الهبة، جزء من رقم الحدیث ٥٠٩٩، ١١/٤٩٨.

❺ صحیح مسلم، جزء من رقم الروایة ٩ ـ (١٦٢٣)، ٣/١٢٤١ ـ ١٢٤٢؛ وصحیح سنن النسائي، جزء من رقم الروایة ٣٤٣٥، ٢/٧٨١.

و: صحیح مسلم اور سنن النسائی میں ہی ہے: ''فَارْدُدْهُ .'' ❶

''پس اسے واپس لو''

ز: صحیح مسلم میں ہے: ''فَرُدَّه .'' ❷

''پس اسے واپس لو۔''

مذکورہ بالا روایات کے حوالے سے قارئین کی توجہ درج ذیل چھ باتوں کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں:

۱: آنحضرت ﷺ نے اولاد میں سے صرف ایک کو عطیہ دینے کو ظلم، نادرست اور خلافِ حق قرار دیا ہے۔

۲: آنحضرت ﷺ نے اولاد کے درمیان عدم مساوات پر احتساب فرمایا۔

۳: آنحضرت ﷺ نے اولاد کے معاملہ میں عدم مساوات کا باعث بننے والے عطیہ کو واپس لینے کا حکم دیا۔

۴: لفظ [اولاد] میں بیٹے اور بیٹی دونوں شامل ہوتے ہیں۔❸ علاوہ ازیں حافظ ابن حجر نے امام ابن سعد کے حوالے سے نقل کیا ہے، کہ بشیر رضی اللہ عنہ کا صرف ایک بیٹا نعمان رضی اللہ عنہ ہی تھا اور ان کے علاوہ ایک بیٹی ابیّہ تھی۔ ❹

۵: بعض ائمہ کرام کی رائے میں عطیہ میں اولاد کے درمیان مساوات برقرار رکھنا مستحب ہے، واجب نہیں۔ اگر کسی نے ایسا نہ کیا، تو اس کے مکروہ ہونے کے باوجود عطیہ دینا درست ہوگا۔

---

❶ صحیح مسلم، جزء من رقم الروایة ۱۰۔(۱۶۲۳)، ۳/۱۲۴۲؛ وصحیح سنن النسائي، جزء من رقم الروایة ۳۴۳۳، ۲/۷۸۱.

❷ صحیح مسلم، جزء من رقم الروایة ۱۲۔ (۱۶۲۳)، ۳/۱۲۴۲

❸ ملاحظہ ہو: فتح الباري ۵/۲۱۳.

❹ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۵/۲۱۳.

www.KitaboSunnat.com

لیکن مذکورہ بالا روایات ان کے درمیان لازمی طور پر مساوات کے برقرار رکھنے اور ان میں سے صرف کسی ایک کو عطیہ دینے کے ناجائز ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ امام بخاری نے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کی ایک روایت پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ الْهِبَةِ لِلْوَلَدِ. وَإِذَا أَعْطَى بَعْضَ وَلَدِهِ شَيْئًا لَمْ يَجُزْ حَتّٰى يَعْدِلَ بَيْنَهُمْ، وَيُعْطِيَ الْآخَرُ مِثْلَهُ، وَلَا يُشْهَدُ عَلَيْهِ] ❶

[بیٹے کو ہبہ کرنے کے متعلق باب اور اگر کسی شخص نے اپنے بعض لڑکوں کو کوئی چیز دی، تو یہ ہبہ جائز نہ ہوگا، یہاں تک کہ (ساری اولاد) کو انصاف کے ساتھ برابر برابر نہ دے اور ایسے (ظلم کے ہبہ) پر گواہ ہونا بھی درست نہیں]

امام ابن حبان نے اپنی کتاب میں اس بارے میں درج ذیل عنوانات تحریر کئے ہیں:

ا: "ذِكْرُ الْأَمْرِ بِالتَّسْوِيَةِ بَيْنَ الْأَوْلَادِ فِي النُّحَلِ إِذْ تَرْكُهُ حَيْفٌ." ❷

[عطیات میں اولاد کے درمیان مساوات کرنے کا حکم کا ذکر، جب کہ اس [مساوات] کا ذکر نہ کرنا ظلم ہے"]

ب: [ذِكْرُ الْخَبَرِ الْمُصَرِّحِ بِنَفْيِ جَوَازِ الْإِيْثَارِ فِي النُّحَلِ بَيْنَ الْأَوْلَادِ.] ❸

[عطیات میں اولاد کے درمیان ترجیحی سلوک کے واضح طور پر جائز ہونے کی نفی کرنے والی حدیث کا ذکر]

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الهبة، ٥/٢١٠.

❷ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الهبة، ١١/٤٩٨.

❸ المرجع السابق ١١/٥٠١.

ج: [ذِكْرُ خَبَرٍ ثَانٍ يُصَرِّحُ بِأَنَّ الْإِيْثَارَ بَيْنَ الْأَوْلَادِ غَيْرُ جَائِزٍ فِي النُّحْلِ] ❶

[عطیات میں اولاد کے درمیان ترجیحی سلوک کو صراحت سے ناجائز قرار دینے والی دوسری حدیث کا ذکر]

د: [ذِكْرُ خَبَرٍ ثَالِثٍ يُصَرِّحُ بِأَنَّ الْإِيْثَارَ بَيْنَ الْأَوْلَادِ فِي النُّحْلِ حَيْفٌ غَيْرُ جَائِزٍ اسْتِعْمَالُهُ] ❷

[عطیات میں اولاد کے درمیان ترجیحی سلوک کو واضح طور پر ظلم اور ناجائز قرار دینے والی تیسری حدیث کا ذکر]

ھ: [ذِكْرُ خَبَرٍ رَابِعٍ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْإِيْثَارَ فِي النُّحَلِ مِنَ الْأَوْلَادِ غَيْرُ جَائِزٍ] ❸

[عطیات میں اولاد کے درمیان ترجیحی سلوک کے ناجائز ہونے پر دلالت کرنے والی چوتھی حدیث کا ذکر]

و: [ذِكْرُ خَبَرٍ خَامِسٍ يُصَرِّحُ بِتَرْكِ اسْتِعْمَالِ الْإِيْثَارِ لِلْمَرْءِ فِي النُّحَلِ بَيْنَ وَلَدِهِ]❹

[آدمی کو عطیات میں اولاد کے درمیان ترجیحی سلوک کو چھوڑنے کی صراحت سے تلقین کرنے والی پانچویں حدیث کا ذکر]

ز: [ذِكْرُ خَبَرٍ سَادِسٍ يُصَرِّحُ بِأَنَّ الْإِيْثَارَ فِي النُّحَلَ بَيْنَ

---

❶ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ١١/٥٠٢.

❷ المرجع السابق ١١/٥٠٣.

❸ المرجع السابق ١١/٥٠٤.

❹ المرجع السابق ١١/٥٠٥.

الْأَوْلَادِ غَيْرُ جَائِزٍ"] ❶

[عطیات میں اولاد کے درمیان ترجیحی سلوک کو صراحت سے ناجائز قرار دینے والی چھٹی حدیث کا ذکر]

امام ابن القیم اس بارے میں لکھتے ہیں:

"وَمِنَ الْعَجَبِ أَنْ يُحْمَلَ قَوْلُهُ ﴿اِعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ﴾ عَلٰى غَيْرِ الْوُجُوْبِ، وَهُوَ أَمْرٌ مُطْلَقٌ مُؤَكَّدٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَقَدْ أَخْبَرَ الْآمِرُ بِهٖ أَنَّ خَلَافَهُ جَوْرٌ، وَأَنَّهُ لَا يَصْلُحُ، وَأَنَّهُ لَيْسَ بِحَقٍّ، وَمَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الْبَاطِلُ.

هٰذَا، وَالْعَدْلُ وَاجِبٌ فِي كُلِّ حَالٍ. فَلَوْ كَانَ الْأَمْرُ بِهٖ مُطْلَقًا لَوَجَبَ حَمْلُهُ عَلَى الْوُجُوْبِ، فَكَيْفَ وَقَدِ اقْتَرَنَ بِهٖ عَشَرَةُ أَشْيَاءَ تُؤَكِّدُ وُجُوْبَهُ، فَتَأَمَّلْهَا فِي أَلْفَاظِ الْقِصَّةِ." ❷

["آنحضرت ﷺ کے ارشاد [اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو] کا واجب کے علاوہ کوئی اور معنی مراد لینا باعث تعجب ہے۔ یہ مطلق حکم ہے، جس کی تین مرتبہ تاکید کی گئی ہے۔ اس کا حکم دینے والے (نبی کریم ﷺ) نے بتلایا ہے، کہ اس کا الٹ ظلم، نادرست اور ناحق ہے اور حق کے بعد تو باطل ہی ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں عدل تو بہرحال واجب ہوتا ہے، اگر اس کا حکم کسی قرینہ کے بغیر (بھی) دیا جائے، تو وہ واجب ہوگا اور جب اس کے ساتھ دس قرائن موجود ہوں، تو پھر اس کی فرضیت کس قدر ہوگی؟ قصہ کے الفاظ میں ان

---

❶ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الهبة، ١١/٥٠٦.

❷ تحفة المودود بأحكام المولود ص ٢٣٥.

[قرائن] پر (خود) غور کیجیے۔'']

٦: عطیہ میں اولاد کے درمیان مساوات کی کیفیت کے بارے میں علمائے امت میں اختلاف ہے۔ حضرات ائمہ محمد بن حسن، احمد، اسحق اور بعض شافعی اور مالکی علماء کے نزدیک عدل یہ ہے، کہ وراثت کی تقسیم کی مانند ایک بیٹے کو دو بیٹیوں کے برابر عطیہ دیا جائے۔ ❶

حضرت ائمہ ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور ابن المبارک کی رائے میں ہر لڑکی کو لڑکے کے برابر عطیہ دیا جائے، ❷ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا: سَوِّ بَيْنَهُمْ. '' ❸ ''ان کے درمیان مساوات اختیار کیجیے۔''

اس رائے کی تائید درج ذیل دو احادیث سے بھی ہوتی ہے۔

ا: امام سعید بن منصور اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''سَوُّوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِيْ الْعَطِيَّةِ، فَلَوْ كُنْتُ مُفَضِّلًا أَحَدًا لَفَضَّلْتُ النِّسَاءَ.''❹

[''عطیہ دینے میں اولاد کے درمیان برابری کرو۔ اگر میں کسی کو ترجیح دیتا، تو (عطیہ میں) عورتوں کو ترجیح دیتا۔'']

ب: امام ابن عدی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ

---

❶ ملاحظہ ہو: فتح الباري ٥/٢١٤. ❷ ملاحظہ ہو: المغني ٨/٢٥٩.

❸ حدیث کی تخریج کے لیے اس کتاب کا ص ٧٢ دیکھئے۔

❹ السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الهبات، جماع أبواب عطية الرجل ولده، باب السنة في التسوية بين الأولاد في الهبة، رقم الحديث ١٢٠٠٠، ٦/٢٩٤. حافظ ابن حجر اس کے متعلق لکھتے ہیں: ''اس کو سعید بن منصور نے اور بیہقی نے ان (یعنی سعید بن منصور) کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور اس کی [سند حسن] ہے۔'' (فتح الباري ٥/٢١٤). نیز ملاحظہ ہو: سبل السلام ٣/١٧٢.

ایک شخص نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا بیٹا آیا، تو اس نے اس کو پکڑ کر بوسہ دیا اور اپنی گود میں بٹھالیا۔

پھر اس کی بیٹی آئی، تو اس نے اس کو پکڑ کر اپنے پہلو میں بٹھا دیا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"فَمَا عَدَلْتَ بَيْنَهُمَا." ❶

"تم نے ان دونوں کے درمیان عدل نہیں کیا۔"

جب رسول کریم ﷺ بیٹی اور بیٹے کے درمیان بوسہ دینے اور بٹھانے میں تفریق کو خلافِ عدل قرار دے رہے ہیں، تو ہبہ میں ان دونوں کے درمیان فرق کرنے کی کیونکر اجازت دیں گے؟

اس بارے میں بعض علماء کے اقوال:

ا: امام ابن حزم لکھتے ہیں:

"وَلَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَهَبَ وَلَا أَنْ يَتَصَدَّقَ عَلٰى أَحَدٍ مِنْ وَّلَدِهِ إِلَّا حَتّٰى يُعْطِيَ أَوْ يَتَصَدَّقَ عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ بِمِثْلِ ذٰلِكَ. وَلَا يَحِلُّ أَنْ يُفَضِّلَ ذَكَرًا عَلٰى أُنْثٰى، وَلَا أُنْثٰى عَلٰى ذَكَرٍ. فَإِنْ فَعَلَ فَهُوَ مَفْسُوْخٌ مَرْدُوْدٌ أَبَدًا وَلَا بُدَّ." ❷

["کسی کے لیے جائز نہیں، کہ وہ اپنی اولاد میں سے کسی ایک کو کوئی ہبہ یا صدقہ کرے، مگر اسی کے بقدر ہبہ یا صدقہ ان میں سے ہر ایک کو دے۔ اس کے لیے یہ بھی جائز نہیں، کہ لڑکے کو لڑکی پر، یا لڑکی کو لڑکے پر ترجیح

---

❶ الكامل في ضعفاء الرجال، عبدالله بن معاذ الصنعاني، ۱۵۵۳/۴. امام ابن عدی کی عبارت سے اس کا [حسن] ہونا معلوم ہوتا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱۵۵۴/۴ نیز ملاحظہ ہو: تهذيب التهذيب ۳۷/۶-۳۸.

❷ المحلّى، المسألة ۱۶۳۴، ۱۱۳/۱۰.

دے۔ اگر کسی نے ایسا کیا، تو اس کا یہ کام لازمی طور پر ہمیشہ ہی منسوخ اور مردود ہوگا۔'']

ب: حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"وَظَاهِرُ الْأَمْرِ بِالتَّسْوِيَةِ يَشْهَدُ لَهُمْ." ❶

[''آنحضرت ﷺ کا برابری کرنے کا حکم ظاہری طور پر ان ہی (یعنی لڑکے اور لڑکی کے درمیان عطیہ میں برابری کی رائے والوں) کی تائید کرتا ہے۔'']

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ بیٹی کے حقوق میں سے ایک یہ ہے، کہ والدین کی طرف سے ان کی زندگی میں اولاد کو ملنے والے عطیات میں اس کا حصہ بیٹوں کے برابر ہے۔

(۱۵)

بیٹی کا وراثت میں حصہ

بیٹی کی حیثیت کو واضح کرنے والی باتوں میں سے ایک ہے، کہ بیٹی کا وراثت میں اسی طرح حصہ ہے، جس طرح کہ بیٹے کا۔ کسی کو اس بات کا اختیار نہیں، کہ بیٹی ہونے کی بنا پر اس کو وراثت سے محروم کرے۔ اس بارے میں قدرے تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمایئے:

۱: اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ اَوْلَادِكُمْ ۚ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۗ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ

❶ فتح الباري ٥/٢١٤؛ نیز ملاحظہ ہو: نيل الأوطار ٦/١١٢؛ وسبل السلام ٣/١٧٢.

فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ ۚ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾ [1]

[اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں تاکیدی حکم دیتے ہیں۔ مرد کے لیے دو عورتوں کے حصے کے برابر حصہ ہے۔ پس اگر وہ دو سے زیادہ عورتیں (ہی) ہوں، تو ان کے لئے جو چھوڑا گیا ہے، اس کا دو تہائی ہے۔ اور اگر ایک عورت ہو، تو اس کے لیے نصف ہے۔ اور اگر اس کی اولاد ہو، تو اس کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے چھوڑے ہوئے کا چھٹا حصہ ہے۔ اگر اس کی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث ماں باپ [ہی] ہوں، تو اس کی ماں کے لیے تیسرا حصہ ہے۔ اور اگر اس کے (ایک سے زیادہ) بہن بھائی (ہی) ہوں، تو اس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے، اس وصیت کے بعد جو وہ کر جائے یا [ادائیگی] قرض کے بعد۔ تم نہیں جانتے، کہ تمہارے باپوں اور تمہارے بیٹوں میں سے کون فائدہ پہنچانے میں تم سے زیادہ قریب ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر شدہ حصے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والے کمال حکمت والے ہیں۔]

آیت کریمہ کے متعلق چھ باتیں:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیٹوں کے ساتھ بیٹیوں کو بھی وراثت میں شریک کرنے کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھنے سمجھانے کی غرض سے آیت کریمہ کے حوالے سے درج ذیل چھ باتیں توفیق الٰہی سے پیش کی جا رہی ہیں:

ا: حضرت ائمہ احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت جابر بن

---

[1] سورة النساء /الآية ۱۱.

عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی نے سعد رضی اللہ عنہ کی جانب سے اپنی دو بیٹیوں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا:

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، قُتِلَ أَبُوْهُمَا مَعَكَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيْدًا، وَإِنَّ عَمَّهُمَا أَخَذَ مَا لَهُمَا، فَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالًا، وَلَا تُنْكَحَانِ إِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ."

''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی یہ دونوں بیٹیاں ہیں، ان کے باپ احد کے دن آپ کے ساتھ شہید ہوئے۔ بلاشبہ ان کے چچا نے (باپ کی جانب سے چھوڑا ہوا) ان کا سارا مال لے لیا ہے، اور ان کے لیے کوئی مال نہیں چھوڑا۔ اور ان دونوں کا نکاح تو مال کے بغیر نہ ہوگا۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"يَقْضِي اللّٰهُ فِي ذٰلِكَ."

[''اللہ تعالیٰ اس بارے میں فیصلہ فرمائیں گے'']

اس موقع پر آیت میراث نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا کو پیغام بھیجا:

"**أَعْطِ ابْنَتَيْ سَعْدٍ الثُّلُثَيْنِ، وَأَعْطِ أُمَّهُمَا الثُّمُنَ، وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَكَ.**"[1]

---

[1] المسند، رقم الحديث ١٤٧٩٨، ٢٣/١٠٨؛ وسنن أبي داود، كتاب الفرائض، باب ما جاء في ميراث الصلب، رقم الحديث ٢٨٨٨، ٨/٧٠؛ وجامع الترمذي، أبواب الفرائض، رقم الحديث ٢١٧٢، ٦/٢٢٣-٢٢٤؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الفرائض، فرائض الصلب، رقم الحديث ٢٧٥٢، ٢/١١٩؛ والمستدرك على الصحيحين كتاب الفرائض، ٤/٣٣٤. الفاظِ حدیث جامع الترمذی کے ہیں۔ امام ترمذی نے اسے [حسن صحیح]؛ امام حاکم نے [صحیح الاسناد]؛ حافظ ذہبی نے [صحیح] اور شیخ البانی نے [حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي ٦/٢٢٤، والمستدرك ٤/٣٣٤؛ والتلخيص ٤/٣٣٤؛ وصحيح سنن أبي داود ٢/٥٦٠؛ وصحيح سنن الترمذي ٢/٢١١).

[''سعد کی دو بیٹیوں کو دو تہائی، ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دو اور جو باقی بچ جائے، وہ تمہارے لیے ہے۔'']

امام ترمذی نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيْرَاثِ الْبَنَاتِ] ❶

[بیٹیوں کی میراث کے متعلق جو کچھ آیا ہے، اس کے متعلق باب]

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے، کہ مسلمان حاکم کی ذمہ داری ہے، کہ اگر کوئی شخص بیٹی کا وراثت میں سے مقرر کردہ حصہ ہڑپ کر جائے، تو وہ اس غاصب سے بیٹی کا حق واپس دلوائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

۲: اللہ تعالیٰ نے وراثت کی تقسیم کے سلسلہ میں اپنے احکامات کی تاکید کے لیے اپنے فرمان کی ابتدا [يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ] سے فرمائی ہے۔ اس بارے میں چار مفسرین کے اقوال ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

ا: امام زجاج بیان کرتے ہیں: یہاں [يُوْصِيْكُمْ] سے مراد یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ تم پر فرض کرتے ہیں، کیونکہ ان کی طرف سے وصیت کرنے سے مراد واجب کرنا ہوتا ہے۔ ❷

ب: قاضی ابوسعود لکھتے ہیں: ''أَيْ يَأْمُرُكُمْ وَيَعْهَدُ إِلَيْكُمْ'' ❸ [یعنی وہ تمہیں حکم دیتے اور یہ تمہارے ذمہ لگاتے ہیں۔]

ج: شیخ سعدی تحریر کرتے ہیں: اے گروہِ والدین! تمہاری اولاد تمہارے پاس امانت ہیں، اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کی دینی اور دنیاوی مصلحتوں کا نگہبان مقرر کیا ہے۔ پس والدین کے ہاں موجود اولاد کے متعلق وصیت کی جاتی ہے، وہ (اس) وصیت پر

---

❶ جامع الترمذي ٦/٢٢٣.

❷ منقول از: تفسير الرازي ٩/٢٠٤.

❸ تفسير أبي السعود ٢/١٤٨؛ نیز ملاحظہ ہو: الكشاف ١/٥٠٥.

عمل کریں، تو ان کے لیے بہت بڑا ثواب ہے۔ اور اگر انہوں نے اس وصیت پر عمل نہ کیا، تو وہ وعید اور سزا کے مستحق ٹھہریں گے۔ ❶

د: شیخ ابن عاشور رقم طراز ہیں:

ان احکام کے بارے میں اہتمام کے پیش نظر ان کے متعلق فرمان کا آغاز ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ﴾ سے کیا گیا ہے، کیونکہ [الوصاية] ایسا حکم ہوتا ہے، جس میں مامور ❷ کا نفع اور شدید خیر خواہی ہوتی ہے۔ ❸

۳: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ﴾ (مرد کے لیے دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے وراثت میں مرد اور عورت کے حصوں کو بیان کرتے وقت عورت کے حصہ کو معیار بناتے ہوئے فرمایا ہے: ''مرد کے لیے عورت سے دگنا حصہ ہے۔'' اور یہ نہیں فرمایا: ''عورت کے لیے مرد کے حصہ کا نصف ہے۔'' اور اس میں زمانہ جاہلیت میں عربوں کے عورت کو وراثت سے محروم کرنے کی بُری رسم کا بطلان ہے۔ ❹

۴: وراثت کی تقسیم کے متعلق احکامات بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا﴾ [تم نہیں جانتے، کہ تمہارے باپوں اور تمہارے بیٹوں میں سے کون فائدہ پہنچانے میں تمہارے زیادہ قریب ہے۔]

یعنی تمہیں یہ خبر نہیں، کہ دنیا و آخرت میں تمہارے اوپر نیچے کے وارثوں میں سے

---

❶ تفسیر السعدي ص ۱۵۱ باختصار.

❷ (مامور): جس کو حکم دیا جائے۔

❸ ملاحظہ ہو: تفسیر التحریر والتنویر ۲۵۶/۴.

❹ ملاحظہ ہو: تفسیر المنار ۴۰۵/۴؛ وتفسیر المراغي ۱۹۶/۴.

تمہارے لئے زیادہ نفع والا کون ہے؟ اور جب صورت حال یہ ہے، تو تمہارے لیے خیر اس میں ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی وصیت پر عمل کرو، اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ تقسیم کے خلاف ورثاء میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دو۔ ❶

۵: پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ﴾ [یہ حصے] اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہیں۔]

یعنی وراثت کی تقسیم میں جو حصے بیان کئے گئے، کچھ کم، کچھ زیادہ، وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہیں۔ انہوں نے ہی ان کے بارے میں فیصلہ کیا ہے ❷ اور کسی بندے کے لیے قطعی طور پر مناسب نہیں، کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حصوں میں کمی بیشی کرے۔

٦: آیت کریمہ کے اختتام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾.
[بے شک اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والے، کمال حکمت والے ہیں۔]

یعنی وراثت کی تقسیم کے متعلق احکامات صادر فرمانے والے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مصلحتوں سے خوب آگاہ ہیں، اور کمال حکمت والے ہیں، کہ ہر ایک کو اس کے استحقاق کے برابر عطا فرماتے ہیں۔ ❸

ب: اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ۖ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا﴾ ❹

---

❶ ملاحظہ ہو: تفسیر البیضاوي ١/٢٠٤؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر التحریر والتنویر ٤/٢٦٢.

❷ ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر ١/٤٩٩۔٥٠٠.

❸ ملاحظہ ہو: تفسیر البیضاوي ١/٢٠٤؛ و تفسیر ابن کثیر ١/٥٠٠؛ وتفسیر أبي السعود ٢/١٥٠.

❹ سورة النساء / الآیة ٧.

[ماں باپ اور رشتے داروں کے ترکے میں مردوں کا حصہ ہے اور (اسی طرح) ماں باپ اور رشتے داروں کے ترکے میں، تھوڑا ہو یا بہت، عورتوں کا (بھی) حصہ ہے۔ (یہ حصہ) مقرر کیا ہوا حصہ ہے۔]

آیت کریمہ کے متعلق چار باتیں:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا، کہ وراثت میں جس طرح مردوں کا حق ہے، اسی طرح عورتوں کا بھی ہے۔ آیت کریمہ کو خوب اچھی طرح سمجھنے سمجھانے کی خاطر توفیق الٰہی سے درج ذیل چار باتیں پیش کی جارہی ہیں:

۱: امام ابن جریر طبری حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہیں، کہ انہوں نے بیان کیا:

"كَانُوْا لَا يُوَرِّثُوْنَ النِّسَاءَ، فَنَزَلَتْ: ﴿وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ﴾. [1]

"وہ (یعنی زمانہ جاہلیت کے لوگ) عورتوں کو وارث نہ بناتے تھے، تو [یہ آیت] نازل ہوئی: [اور عورتوں کے لیے والدین اور رشتے داروں کے ترکہ میں حصہ ہے.]

۲: اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے حقِ وراثت کا ذکر مستقل طور پر فرمایا۔ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے قاضی ابوسعود تحریر کرتے ہیں:

"إِيْرَادُ حُكْمِهِنَّ عَلَى الْاِسْتِقْلَالِ دُوْنَ الدَّرْجِ فِيْ تَضَاعِيْفِ أَحْكَامِهِمْ بِأَنْ يُقَالَ لِلرِّجَالِ وَلِلنِّسَاءِ...... الخ لِلْاِعْتِنَاءِ بِأَمْرِهِنَّ، وَالْاِيْذَانِ بِأَصَالَتِهِنَّ فِيْ اسْتِحْقَاقِ الْاِرْثِ." [2]

---

[1] تفسير الطبري، رقم الآثر ٨٦٥٥، ٧/٥٩٧؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسير الرازي ٩/١٩٤؛ وتفسير ابن كثير ١/٤٩٤؛ وتفسير التحرير والتنوير ٤/٢٤٨؛ وتفسير السعدي ص ١٥٠).

[2] تفسير أبي السعود ٢/١٤٦.

[اللہ تعالیٰ نے ان کے حکم کو مردوں کے ساتھ یہ کہہ کر بیان نہیں کیا، کہ [مردوں اور عورتوں کے لیے......الخ، بلکہ ان کے بارے میں خصوصی اہتمام کرتے ہوئے جداگانہ طور پر ان کا حکم بیان کیا ہے، تاکہ یہ بات واضح ہوجائے، کہ وہ اپنی ذاتی حیثیت سے وراثت کی مستحق ہیں۔]

۳: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ] [اس [یعنی ترکے] میں سے تھوڑا ہو یا بہت۔]

قاضی ابوسعود اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وَفَائِدَتُهُ دَفْعُ تَوَهُّمِ اخْتِصَاصِ بَعْضِ الْأَمْوَالِ بِبَعْضِ الْوَرَثَةِ كَالْخَيْلِ وَآلَاتِ الْحَرْبِ لِلرِّجَالِ وَتَحْقِيقُ أَنَّ لِكُلٍّ مِنَ الْفَرِيقَيْنِ حَقًّا مِنْ كُلِّ مَا جَلَّ وَدَقَّ." ❶

[اس کا فائدہ اس خیال کا رد کرنا ہے، کہ بعض مال بعض وارثوں کے لیے مختص ہیں، جیسے کہ گھوڑے اور جنگی ساز وسامان مردوں کے لیے اور اس (حقیقت) کو پختہ کرنا ہے، کہ دونوں گروہوں [مردوں اور عورتوں] میں سے ہر ایک کا ہر چھوٹی بڑی چیز میں حق ہے۔]

۴: آیت کریمہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾ [مقرر کیا ہوا حصہ] اس بارے میں شیخ ابن عاشور تحریر کرتے ہیں:

"وَمَعْنَى كَوْنِهِ (مفروضا) أَنَّهُ مُعَيَّنُ الْمِقْدَارِ لِكُلِّ صِنْفٍ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الآية الثانية ﴿فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ﴾." ❷

[(مفروضاً) کا معنی یہ ہے، کہ مردوں اور عورتوں میں سے ہر صنف کے

---

❶ تفسير أبي السعود ٢/١٤٧.

❷ تفسير التحرير والتنوير ٤/٢٥٠؛ نیز ملاحظہ ہو: الكشاف ١/٥٠٣؛ وتفسير الرازي ٩/١٩٥؛ وتفسير أبي السعود ٢/١٤٧؛ وتفسير السعدي ص ١٥٠.

لیے اس کی مقدار مقرر شدہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں
فرمایا: (فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ) (اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہے)۔]

ج: امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''میں مکہ مکرمہ میں اس قدر [شدید] بیمار ہوا، کہ موت کے قریب پہنچ گیا۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے، تو میں نے عرض کیا:
''يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِيْ مَالًا كَثِيْرًا، وَلَيْسَ يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَتِيْ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ؟.''

[''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔ بلاشبہ میرے پاس بہت مال ہے اور ایک بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں، کیا میں اپنے مال کا دو تہائی صدقہ کر دوں؟'']

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لَا.''

''نہیں''

انہوں نے بیان کیا: ''میں نے عرض کیا: ''فَالشَّطْرُ؟.''

''تو آدھا؟''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لَا.''

''نہیں''

میں نے عرض کیا: ''اَلثُّلُثُ؟.''

''ایک تہائی؟''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اَلثُّلُثُ كَبِيْرٌ، إِنَّكَ إِنْ تَرَكْتَ وَلَدَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ

تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ..... الحديث ❶

''ایک تہائی (بھی) بہت ہے، بلاشبہ تم اپنی اولاد کو مال دار چھوڑو، ❷ یہ اس سے بہتر ہے، کہ انہیں تنگ دست چھوڑو، کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں......الحدیث

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے وراثت میں بیٹی کے حصہ کی حفاظت کے لیے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ایک تہائی سے زیادہ مال صدقہ کرنے کی وصیت کی اجازت نہ دی۔ ایک تہائی کی اجازت دینے کے ساتھ ساتھ اس کو بھی زیادہ قرار دیا۔

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اس حقیقت کو بیان فرمایا، کہ بیٹی کو وراثت میں سے حصہ دے کر غنی کر دینا، تاکہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے، مال کو صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ اس حدیث پر امام بخاری نے درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ مِيْرَاثِ الْبَنَاتِ]❸

[بیٹیوں کی وراثت کے متعلق باب]

خلاصہ گفتگو یہ ہے، کہ ماں باپ کے ترکے میں، خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ، بیٹیوں کا اسی طرح حصہ ہے، جس طرح کہ بیٹوں کا۔ کسی کو یہ اختیار نہیں، کہ وہ انہیں ان کے حصہ سے محروم کرے یا اس میں کمی کرے یا ترکے کی کسی چیز کو بیٹوں کے لیے مخصوص کرے۔ اگر کوئی ایسا کرے، تو مسلمان حاکم کی ذمہ داری ہے، کہ وہ انہیں ترکہ میں

---

❶ متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب الفرائض، جزء من رقم الحديث ٦٧٣٣، ١٢/١٤؛ وصحيح مسلم، كتاب الوصية، باب الوصية بالثلث، جزء من رقم الحديث ٥ ـ (١٦٢٨)، ٣/ ١٢٥٠ ـ ١٢٥١ ـ الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

❷ صحیح مسلم میں ہے: (إِنَّكَ إِنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ.....) بلاشبہ اگر تم اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑو......)(صحيح مسلم ٣/١٢٥١). ❸ صحيح البخاري ١٢/ ١٤.

سے ان کا پورا پورا حق دلوائے۔

بیٹے کا حصہ بیٹی سے دوگنا ہونے کی حکمت:

بیٹے کے حصے کے دُوگنا رکھنے کی حکمت یہ ہے، کہ اس کی خرچ کرنے کی ذمہ داریاں بیٹی کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہیں۔ لڑکے کو خود اپنے آپ پر، اپنی بیوی پر اور اپنی اولاد پر خرچ کرنا ہوتا ہے۔ لڑکی صرف اپنے آپ پر خرچ کرتی ہے اور شادی کے بعد اس کے اخراجات کی ذمہ داری خاوند پر ہوتی ہے۔ اس طرح بسا اوقات وراثت میں لڑکی کا حصہ، اخراجات میں لڑکے کی ذمہ داری کے مقابلے میں، کہیں زیادہ ہو جاتا ہے۔ [1]

مردوں پر اخراجات کی ذمہ داری:

اس سلسلے میں تین دلائل ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

ا: عورتوں کی بجائے مردوں پر اخراجات کی ذمہ داری:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾ [2]

[مرد عورتوں پر اس وجہ سے نگران ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی اور اس وجہ سے، کہ انہوں نے اپنے مالوں سے خرچ کیا۔]

شیخ احمد المراغی آیت شریفہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"وَجَعَلَ حَظَّهُمْ مِنَ الْمِيْرَاثِ أَكْثَرَ مِنْ حَظِّهِنَّ، لِأَنَّ عَلَيْهِمُ النَّفَقَةَ مَا لَيْسَ عَلَيْهِنَّ." [3]

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسير الرازي ٩/٢٠٧؛ وتفسير المنار ٤/٤٠٦؛ وفي ظلال القرآن ١/٥٩١؛ وتفسير المراغي ٤/١٩٦.

[2] سورة النساء/ جزء من الآية ٣٤.

[3] تفسير المراغي ٥/٢٧، نیز ملاحظہ ہو: تفسير الرازي ١٠/٨٧؛ وتفسير أبي السعود ٢/١٧٣/١٧٤؛ وتفسير المنار ٥/٦٧.

[(اللہ تعالیٰ نے) میراث میں مردوں کا عورتوں کے حصہ سے زیادہ مقرر فرمایا، کیونکہ ان پر خرچہ کی جو ذمہ داری ہے، وہ عورتوں پر نہیں۔]

۲: بیوی کا خاوند کو صدقہ وخیرات دینے کا جواز:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عبداللہ [بن مسعود] کی زوجہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ.''

[''اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کرو، خواہ اپنے زیور ہی میں سے دو'']

انہوں نے بیان کیا: ''میں واپس عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی، تو میں نے کہا:

''آپ معمولی مال والے ہیں۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر پوچھئے: پس اگر یہ [یعنی آپ پر صدقہ کرنا] مجھ سے کفایت کرتا ہے، [تو بہتر] وگرنہ میں آپ کے علاوہ کسی اور کو دے دوں۔''

انہوں نے بیان کیا: ''مجھ سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''تم خود ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔''

انہوں نے بیان کیا: ''سو میں روانہ ہوئی، تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر ایک انصاری خاتون کو پایا، میری ضرورت اس کی ضرورت تھی (یعنی ہم دونوں کا مسئلہ ایک جیسا تھا)

انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہیبت عطا کی گئی تھی۔''

انہوں نے بیان کیا: ''ہمارے پاس بلال رضی اللہ عنہ آئے، تو ہم نے ان سے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر انہیں بتلایئے، کہ دروازے پر دو عورتیں

آپ سے سوال کر رہی ہیں:

"أَتُجْزِیءُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلٰی أَزْوَاجِهِمَا، وَعَلٰی أَیْتَامٍ فِي حُجُوْرِهِمَا؟"

[''کیا ان دونوں کے خاوندوں اور ان کے زیرِ کفالت یتیموں پر خرچ کیا ہوا صدقہ انہیں کفایت کرے گا؟'']

اور آنحضرت ﷺ کو ہمارے بارے میں نہ بتلانا، کہ ہم کون ہیں؟''

انہوں نے بیان کیا: ''بلال رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ سے پوچھا، تو آنحضرت ﷺ نے استفسار فرمایا: ''وہ دو [عورتیں] کون ہیں؟''

انہوں [بلال رضی اللہ عنہ] نے جواب دیا: ''ایک انصاری خاتون اور (دوسری) زینب رضی اللہ عنہا۔''

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کون سی زینب؟''

انہوں نے عرض کیا: ''عبداللہ کی بیوی رضی اللہ عنہا۔''

رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا:

"لَهُمَا أَجْرَانِ: أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ." (1)

[''ان دونوں کے لیے دوگنا ثواب ہے، ایک قرابت داری کا اور دوسرا خیرات کرنے کا۔'']

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ شوہر کی تنگ دستی اور بیوی کی تونگری کے باوجود اس پر اپنے شوہر پر خرچ کرنا واجب نہیں، کیونکہ جس پر خرچ کرنا واجب

(1) متفق علیہ: صحیح البخاري، کتاب الزکاة، رقم الحدیث ١٤٦٦، ٣/ ٣٢٨؛ وصحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل النفقة والصدقة علی الأقربین والزوج والأولاد......، رقم الحدیث ٤٥ـ (١٠٠٠)، ٢/ ٦٩٤ـ ٦٩٥. الفاظِ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

ہو، اس پر صدقہ و خیرات نہیں کیا جاتا، بلکہ اس پر جیب سے خرچ کیا جاتا ہے۔

امام بخاری نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ الزَّكَاةِ عَلَى الزَّوْجِ وَالْأَيْتَامِ فِي الْحِجْرِ] ❶

[خاوند اور زیرِ تربیت یتیم بچوں کو زکوٰۃ دینے کے متعلق باب]

ایک دوسری روایت میں ہے، کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

"يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّكَ أَمَرْتَ الْيَوْمَ بِالصَّدَقَةِ، وَكَانَ عِنْدِيْ حُلِيٌّ، فَأَرَدْتُّ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهَا، فَزَعَمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ أَنَّه وَوَلَدُه أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَيْهِمْ." ❷

["اے اللہ تعالیٰ کے نبی! آج آپ نے صدقہ کا حکم دیا تھا، میرے پاس زیور ہے، جس کو صدقہ کرنا چاہتی ہوں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ [یعنی میرے شوہر] کا خیال ہے، کہ بلاشبہ جن پر صدقہ کروں گی، وہ اور ان کے لڑکے ان سے زیادہ مستحق ہیں۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"صَدَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ. زَوْجُكِ وَوَلَدُكِ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهِ عَلَيْهِمْ."

["ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔ اس صدقہ کے تمہارے شوہر اور تمہارے لڑکے ان سے زیادہ مستحق ہیں، جن پر تم صدقہ کرو گی۔]

خلاصۂ گفتگو یہ ہے، کہ عورت پر اپنی تونگری اور خاوند کی تنگ دستی کے باوجود اپنے خاوند اور اولاد پر خرچ کرنے کی کوئی ذمہ داری نہیں، اسی لیے تو اس کو ان پر صدقہ کرنے کی اجازت دی جارہی ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم.

---

❶ صحيح البخاري ٣٢٨/٣. ❷ المرجع السابق، جزء من رقم الحديث ١٤٦٢، ٣٢٥/٣.

ج: دودھ پلانے والی مطلقہ اور شیر خوار بچے کا خرچہ والد کے ذمہ ہونا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ الْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ ❶

[اور مائیں اپنے بچوں کو دو سال دودھ پلائیں، یہ ان کے لیے ہے، جو مدتِ رضاعت پوری کرنا چاہیں۔ اور باپ پر دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا عرف عام کے مطابق واجب ہے۔]

آیت شریفہ کے متعلق دو باتیں:

اس آیت شریفہ سے معلوم ہونے والی باتوں میں سے دو درج ذیل ہیں:

ا: ماں کے ذمہ اولاد کا خرچہ نہیں ہوتا۔ علامہ مہلب لکھتے ہیں:

"وَالدَّلِيْلُ عَلٰى أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا تَلْزَمُهَا النَّفَقَةُ عَلٰى بَنِيْهَا قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾" ❷

اس بات کی دلیل، کہ عورت کے ذمہ اپنے بیٹے کا خرچہ نہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے: [ترجمہ: باپ کے ذمہ ان کا کھانا اور کپڑا عرفِ عام کے مطابق واجب ہے۔]

۲: بچے کو دودھ پلانے والی مطلّقہ ماں کا خرچہ بھی والد کے ذمہ ہوتا ہے۔ علامہ شوکانی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"وَفِيْ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى وُجُوْبِ ذٰلِكَ عَلَى الْآبَاءِ لِلْأُمَّهَاتِ الْمُرْضِعَاتِ. وَهٰذَا فِي الْمُطَلَّقَاتِ، وَأَمَّا غَيْرُ الْمُطَلَّقَاتِ،

❶ سورة البقرة/جزء من الآية ٢٣٣. ❷ شرح صحيح البخاري لابن بطال ٣/٤٩٢.

www.KitaboSunnat.com

فَنَفَقَتُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ وَاجِبَةٌ عَلَى الْأَزْوَاجِ مِنْ غَيْرِ إِرْضَاعِهِنَّ لِلْأَوْلَادِ. "❶

[اس میں اس بات کی دلیل ہے، کہ دودھ پلانے والی ماؤں کا خرچہ باپوں کے ذمہ ہے۔ اور یہ بات طلاق یافتہ دودھ پلانے والی ماؤں کے لیے ہے۔ غیر مطلقہ عورتوں کا خرچہ اور کپڑا، تو بچوں کو دودھ پلائے بغیر بھی خاوندوں کے ذمہ ہے۔]

شاید اس مقام پر اسلامی نظام وراثت کے متعلق مشہور فرانسیسی مستشرق ڈاکٹر غوستاف لوبون کی رائے کا ذکر کرنا مناسب ہوگا۔ وہ لکھتے ہیں: ''قرآن کے بیان کردہ وراثت کے قوانین میں عظیم عدل وانصاف ہے۔''❷

ایک دوسرے مقام پر تحریر کرتے ہیں: ''قرآن کے عورت کو عطا کردہ وراثت کے حقوق ہمارے اکثر یورپی قوانین سے اعلیٰ ہیں۔''❸

گفتگو کا حاصل یہ ہے، کہ وراثت میں بیٹی کے مقابلے میں بیٹے کا دگنا حصہ خرچ کرنے میں بیٹی کی نسبت اس کی ذمہ داریوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

(۱۶)

فوائد وقف سے بیٹیوں کو محروم کرنے کا دستورِ جاہلیت ہونا

زمانہ جاہلیت کی قباحتوں میں سے ایک یہ تھی، کہ وہ بتوں کے نام وقف کردہ

---

❶ فتح القدير ٣٧٢/١.

❷ حضارة العرب ص ٤٧٤.

❸ المرجع السابق ص ٤٨٦-٤٨٧.

چوپایوں سے حاصل ہونے والی کھانے پینے کی بعض چیزیں مردوں کے لیے مخصوص کردیتے تھے۔ ان سے خواتین کو یکسر محروم رکھتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بُرے طرزِ عمل پر وعید سنائی۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَ قَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا ۚ وَ اِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ﴾ [1]

[اور انہوں نے کہا: جو ان چوپایوں کے پیٹ میں ہے، وہ صرف ہمارے مردوں کے لیے ہے اور وہ ہماری عورتوں پر حرام کیا ہوا ہے اور اگر وہ مردہ ہو، تو وہ سب اس میں شریک ہیں۔ وہ عنقریب انہیں ان کے کہنے کی سزا دیں گے۔ بے شک وہ کمال حکمت والے خوب جاننے والے ہیں۔]

اس آیت کریمہ میں مشرکین عرب کی ایک گمراہی بیان کی گئی ہے، کہ انہوں نے اپنے بتوں کے نام چھوڑے ہوئے جانوروں کے بارے میں یہ شریعت ایجاد کر رکھی تھی، کہ ان کا دودھ اور ان کے بچوں کا گوشت کھانا صرف مردوں کے لیے حلال ہے، عورتیں نہ ان کا دودھ پیتیں اور نہ ہی ان کے بچوں کا گوشت کھاتیں۔ البتہ اگر کوئی بچہ مردہ پیدا ہوتا، تو اس کا گوشت مرد اور عورتیں سب کھاتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر نکیر کرتے ہوئے فرمایا، کہ وہ عنقریب انہیں اس کی سزا دیں گے۔ [2]

امام طبری نے آیت شریفہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے:

"فَهُوَ اللَّبَنُ، كَانُوْا يُحَرِّمُوْنَهُ عَلٰى إِنَاثِهِمْ، وَيَشْرَبُهُ

---

[1] سورة الأنعام / الآية ١٣٩.

[2] ملاحظہ ہو: تيسير الرحمن لبيان القرآن ص ٤٤٠.

ذُكْرَانُهُمْ ، وَكَانَتِ الشَّاةُ إِذَا وَلَدَتْ ذَكَرًا ذَبَحُوْهُ، وَكَانَ لِلرِّجَالِ دُوْنَ النِّسَاءِ . وَإِنْ كَانَتْ أُنْثٰى تُرِكَتْ [1] وَلَمْ تُذْبَحْ . وَإِنْ كَانَتْ مَيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَاءُ . فَنَهَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ . "[2]

''وہ (ان چوپاؤں کا) دودھ تھا، جسے وہ خواتین کے لیے حرام قرار دیتے اور ان کے مرد اس سے پیتے تھے۔ جب بکری نر بچے کو جنم دیتی، تو وہ اسے ذبح کرتے۔ (اس کا کھانا) (صرف) مردوں کے لیے ہوتا، خواتین کو اس میں شریک نہ کرتے۔ اگر بکری مادہ بچے کو جنم دیتی، تو اسے ذبح کیے بغیر رہنے دیتے۔ اور اگر (پیدا ہونے والا) بچہ مردار ہوتا، تو وہ (مرد اور عورتیں) اس (کے کھانے) میں شریک ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس (خودساختہ تقسیم) سے منع فرمایا۔''

ان کی نظر میں مردوں کی اس بارے میں فضیلت کے اسباب کے متعلق علامہ ابن العربی لکھتے ہیں:

"وَمِنَ الْبَاطِلِ الَّذِيْ ارْتَكَبُوْهُ بِتَزْيِيْنِ الشَّيْطَانِ تَصْوِيْرُهُ عِنْدَهُمْ جَوَازُ أَكْلِ الذُّكُوْرِ مِنَ الْقَرَابِيْنَ، وَمَنْعُ الْإِنَاثِ أَكْلَهَا، كَالْأَوْلَادِ وَالْأَلْبَان .

وَكَانَ تَفْضِيْلُهُمْ لِلذُّكُوْرِ لِأَحَدِ وَجْهَيْنِ أَوْ بِمَجْمُوْعِهِمَا: إِمَّا لِفَضْلِ الذَّكَرِ عَلَى الْأُنْثٰى، وَإِمَّا لِأَنَّ الذُّكُوْرَ كَانُوْا سَدَنَةَ بُيُوْتِ الْأَصْنَامِ، فَكَانُوْا يَأْكُلُوْنَ مِمَّا جُعِلَ لَهُمْ

---

[1] تفسیر الطبری میں[ترکب] [یعنی اس پر سواری کی جاتی] اور تفسیر ابن کثیر ۱/۲۰۲ اور تفسیر القاسمی میں [تُرِكَتْ] [چھوڑی جاتی] ہے اور شاید صحیح یہی ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم۔

[2] تفسير الطبري، رقم الأثر ۱۳۹۳۷، ۱۲/۱٤۷؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسير ابن كثير ۲/۲۰۲؛ وتفسير القاسمي ٦/۷۳۷ ـ ۷۳۸.

مِنْهَا ، وَذٰلِكَ كُلُّهُ تَعِدٍّ فِي الْأَفْعَالِ وَابْتِدَاءٌ فِي الْأَقْوَالِ ، وَعَمَلٌ بِغَيْرِ دَلِيلٍ مِنَ الشَّرْعِ .“ ❶

”شیطان کے مزین کرنے کی بنا پر ان کی باطل کرتوتوں میں سے ایک یہ تھی، کہ ان کے ہاں بتوں کے نام پر دی ہوئی چیزوں کا مردوں کے لیے کھانا درست تھا اور عورتوں کے لیے ممنوع تھا۔

مردوں کو (اس بارے میں) خواتین پر ترجیح دینے کی (درج ذیل) دو میں سے ایک وجہ تھی یا دونوں مل کر تھیں:

یہ کہ (ان کی نظر میں) مرد فی نفسہ خاتون سے افضل ہے،

یا یہ کہ مرد لوگ بت خانوں کے مجاور تھے، اس لیے ان کے نام پر دی ہوئی چیزیں وہ ہی کھاتے تھے۔ یہ ظالمانہ طریقہ، بدعت کی بات اور شرعی سند سے خالی عمل تھا۔“

شیخ ابن عاشوران کے اس طرزِعمل کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”أَوْ لِأَنَّهُ نَتَاجُ أَنْعَامٍ مُقَدَّسَةٍ ، فَلَا تَحِلُّ لِلنِّسَاءِ ، لِأَنَّ الْمَرْأَةَ مَرْمُوقَةٌ عِنْدَ الْقُدَمَاءِ قَبْلَ الْإِسْلَامِ بِالنَّجَاسَةِ وَالْخَبَاثَةِ لِأَجْلِ الْحَيْضِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ ، فَقَدْ كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيلَ يَمْنَعُوْنَ النِّسَاءَ دُخُوْلَ الْمَسَاجِدِ ، وَكَانَ الْعَرَبُ لَا يُؤَاكِلُوْنَ النِّسَاءَ .“ ❷

”مقدس چوپایوں سے حاصل شدہ (دودھ اور بچے) خواتین کے لیے جائز نہیں تھے، کیونکہ وہ قبل از اسلام قدماء کے نزدیک حیض وغیرہ کی بنا

---

❶ أحكام القرآن ٢/٧٥٤.

❷ تفسير التحرير والتنوير ١١١/٨.

پر نجاست اور خباثت سے آلودہ تصور کی جاتی تھیں۔ بنواسرائیل خواتین کو عبادت خانوں میں داخل ہونے سے منع کرتے اور عرب کے لوگ خواتین کے ساتھ (بیٹھ کر) کھانا نہ کھاتے تھے۔''

آیت شریف کے حوالے سے دو باتیں:

ا: فوائد وقف کی بیٹوں کے لیے تخصیص کا باطل ہونا:

علامہ سیوطی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اسْتَدَلَّ مَالِكٌ بِقَوْلِهِ ﴿خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰى أَزْوَاجِنَا﴾ عَلٰى أَنَّهُ لَا يَجُوْزُ الْوَقْفُ عَلٰى أَوْلَادِ الذُّكُوْرِ دُوْنَ الْبَنَاتِ، وَأَنَّ ذٰلِكَ الْوَقْفَ يُفْسَخُ، وَلَوْ بَعْدَ مَوْتِ الْوَاقِفِ، لِأَنَّ ذٰلِكَ مِنْ فِعْلِ الْجَاهِلِيَّةِ." [1]

''(امام) مالک نے ارشاد باری تعالیٰ [ترجمہ: صرف ہمارے مردوں کے لیے ہے اور ہماری خواتین پر حرام کیا گیا ہے) سے استدلال کیا ہے، کہ بیٹیوں کو چھوڑ کر صرف بیٹوں کے لیے وقف کرنا جائز نہیں اور ایسا وقف، وقف کرنے والے کی موت کے بعد بھی منسوخ کیا جائے گا، کیونکہ یہ زمانہ جاہلیت کے لوگوں کا طریقہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ امام مالک پر اپنی رحمتوں کی برکھا برسائیں، کہ انہوں نے محروم بیٹیوں کی حق رسی کے لیے کتنا خوبصورت استدلال کیا ہے:

۲: ''کھانے پینے کی چیزوں کی بیٹوں کے لیے تخصیص'' کا ناجائز ہونا:

والدین اور دیگر سرپرست لوگوں کی طرف سے بیٹوں کے لیے بعض کھانے پینے

---

[1] الإكليل في استنباط التنزيل ص ۱۲۲؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسير القاسمي ۷۳۸/٦.

کی چیزیں مخصوص کرنا اور بیٹیوں کو اس سے محروم رکھنا ظلم اور ناجائز ہے، کیونکہ یہ بھی زمانۂ جاہلیت کے مذموم دستور کی ایک شکل ہے۔

تنبیہ: [مُحَرَّمٌ عَلٰی أَزْوَاجِنَا] میں (أَزْوَاجِنَا) کی تفسیر میں دو اقوال ہیں:

پہلا قول یہ ہے، کہ اس سے مراد [خواتین] ہیں اور یہ امام مجاہد کا قول ہے۔

دوسرا قول یہ ہے، کہ اس سے مراد [بیٹیاں] ہیں اور یہ قول امام ابن زید کا ہے۔ [1]

دونوں میں سے ہر قول کے مطابق آیت شریفہ میں ذکر کردہ زمانۂ جاہلیت کے لوگ بیٹیوں کو بتوں کے نام وقف کردہ جانوروں سے حاصل شدہ چیزوں سے محروم کرتے تھے، کیونکہ بیٹیاں بھی خواتین میں شامل ہیں۔ واللہ تعالیٰ أعلم.

(۱۷)

نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ میں بیٹی کا مقام

ہمارے نبی کریم ﷺ کو اپنی صاحبزادیوں اور ان کے ساتھ ساتھ نواسوں اور دامادوں سے گہرا لگاؤ اور قلبی تعلق تھا۔ توفیق الٰہی سے ذیل میں اس بارے میں تین ذیلی عنوانات کے تحت گفتگو کی جارہی ہے۔

۱: آنحضرت ﷺ کا بیٹیوں سے معاملہ:

ذیل میں اس بارے میں آٹھ باتیں ملاحظہ فرمائیے:

۱: آنحضرت ﷺ اپنی صاحبزادی کے گھر تشریف لے جایا کرتے۔ سفر سے واپسی پر ازواج مطہرات کے حجروں میں جانے سے پہلے انہی کے گھر جاتے۔

۲: آنحضرت ﷺ اپنی صاحبزادی کے استقبال کے لیے اٹھ کر آگے بڑھتے

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسیر الطبري ۱۲/۱٤۹؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبي ۷/۹٦؛ وتفسیر البحر المحیط ٤/۲۳٤.

[مَـرْحَبًـا بِـابْنَتِيْ] کے الفاظِ مبارکہ سے انہیں خوش آمدید کہتے۔ انہیں بوسہ دیتے۔ ان کا ہاتھ تھام لیتے اور مجلس میں اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھاتے۔ بیٹی کے استقبال میں ان سب باتوں کا اہتمام آپ ﷺ کا عام معمول تھا۔

۳: آنحضرت ﷺ نے بیٹی کے لیے گندگی سے دوری اور خوب پاکیزگی کی دعا کی۔

۴: آنحضرت ﷺ نے بیٹی کو صبح وشام پڑھنے والی دعا اور خادم سے بہتر دعا کی تعلیم دی۔ نماز کے بعد اور بستر پر آنے کے بعد پڑھنے والے کلمات بھی سکھلائے۔

۵: آنحضرت ﷺ اپنی صاحبزادیوں کی عائلی زندگی کے معاملات کی طرف خصوصی توجہ فرماتے۔ آپ ﷺ نے ان کی شادیوں کا خود اہتمام فرمایا، داماد کو ولیمہ کی تلقین فرمائی، رخصتی کے وقت بیٹی کو تحائف دیئے، بیٹی کی عائلی زندگی میں ہونے والے نزاع کی اصلاح فرمائی۔ داماد کو رہا کرتے وقت بیٹی کو بھیجنے کی شرط لگائی، خانگی زندگی میں بیٹی کو فتنہ میں مبتلا کرنے والی بات سے بچانے کی سعی فرمائی۔

۶: آنحضرت ﷺ نے بیٹی اور ان کے ساتھ ساتھ داماد کو بھی نمازِ تہجد کی ترغیب دی۔ صاحبزادی کو دنیاوی زیب و زینت سے دور رکھنے کی سعی فرمائی، بیٹی کو باپ پر آس لگانے کی بجائے خود دوزخ کی آگ سے بچاؤ کی خاطر کوشش کرنے کی تلقین فرمائی۔ بیٹی کے پاس سونے کی زنجیر دیکھ کر قدرے سخت رویہ سے احتساب فرمایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سخت سست کہنے پر بیٹی کو تنبیہ فرمائی۔

۷: بیٹی کی وفات پر شدتِ غم کی بنا پر آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہتے رہے، لیکن زبان سے صبر کے منافی ایک لفظ بھی نہ نکلا۔ صاحبزادیوں کی وفات پر شدتِ الم و رنج کے باوجود آنحضرت ﷺ ان کی تجہیز، تکفین اور تدفین کا بندوبست ذاتی نگرانی میں کرواتے۔

۸: اپنی بیٹیوں کو صبر کی تلقین فرماتے۔ صاحبزادی کو اپنی وفات کی قبل از وقت خبر دیتے وقت تقویٰ اور صبر کی تلقین فرمائی۔

ب: آنحضرت ﷺ کا نواسوں سے تعلق اور برتاؤ:

اس بارے میں سات باتیں توفیقِ الٰہی سے پیش کی جارہی ہیں:

۱: آنحضرت ﷺ اپنے نواسے کی ملاقات کے لیے اپنی صاحبزادی کے دروازے پر تشریف لے گئے۔

۲: آپ ﷺ اپنی بیٹیوں کی اولاد سے بہت پیار کرتے۔ اپنے نواسے حسن رضی اللہ عنہ کو کندھے پر اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کے روبروان سے اپنی محبت کا اظہار کیا۔ نواسی کو کندھے پر اٹھائے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ مہمان کے روبرو نواسے کو بوسہ دیا اور اس بارے میں مہمان کی گفتگو کو ناپسند فرمایا۔ نواسوں کو گرتے ہوئے دیکھ کر خطبہ جاری نہ رکھ سکے، انہیں اٹھا کر اپنے آگے بٹھایا اور پھر خطبہ دیا، نواسوں کو دنیاوی خوشبو میں سے اپنا حصہ قرار دیا۔

۳: آنحضرت ﷺ اپنے نواسوں کے لیے دعائیں کرتے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے گندگی سے دوری، خوب پاکیزگی، ان کے اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے اور ان کے لیے پناہِ الٰہی حاصل ہونے کی دعائیں کی۔

۴: آپ ﷺ نے نواسے کو دعائے قنوت پڑھائی۔ علاوہ ازیں نواسے نے بھی آنحضرت ﷺ کی مجلس میں بیٹھ کر دین کی باتیں سیکھیں اور یاد کیں۔

۵: آنحضور ﷺ نواسوں کو ہنسانے کھلانے کا اہتمام فرماتے۔ آپ ﷺ ایک نواسے کو پکڑنے کی خاطر راستے میں ان کے پیچھے پیچھے چلے، نواسوں کے لیے اپنی زبانِ مبارک کو نکالا، دورانِ سجدہ انہیں پشت مبارک پر سوار ہونے دیا، بلکہ نواسے کی پشت مبارک پر سواری کی وجہ سے سجدہ کو طویل کر دیا۔

۶: آنحضرت ﷺ نواسوں کے معاملات سے گہری دلچسپی رکھتے تھے، حسن رضی اللہ عنہ کے کان میں اذان دی، نواسوں کی طرف سے عقیقہ کیا، ان کے نام رکھے، بیٹی کو نواسے کا سر مونڈھنے اور ان کے سر کے بالوں کے برابر وزن کی چاندی صدقہ کرنے کا حکم دیا، پیاس کی وجہ سے نواسوں کے رونے پر بےقرار ہوئے اور ان کی پیاس بجھانے کی کوشش فرمائی۔

۷: آنحضرت ﷺ نے صدقہ کی کھجور منہ میں ڈالنے پر نواسوں کا احتساب فرمایا اور نواسوں کی کم عمری کی بنا پر ترکِ احتساب کی تجویز کو مسترد فرمایا۔

ج: آنحضرت ﷺ کا دامادوں سے تعلق اور برتاؤ:

ذیل میں اس بارے میں دس باتیں ملاحظہ فرمایئے:

۱: آنحضرت ﷺ نے داماد کو مضر صحت چیز کھانے سے روکا اور مفید چیز کھانے کی تلقین فرمائی۔

۲: آنحضرت ﷺ نے غزوہ بدر میں قید ہونے والے داماد کو حضرات صحابہ کے مشورہ سے فدیہ لئے بغیر چھوڑ دیا۔

۳: داماد کو بیٹی کی طرف سے دی ہوئی امان برقرار رکھی اور داماد کی تکریم کا حکم دیا۔

۴: داماد کے تجارتی قافلہ کا مال واپس کر دیا۔

۵: داماد کی سچ گوئی اور ایفائے عہد کی برسرِ منبر تعریف فرمائی۔

۶: داماد کے مسلمان ہونے پر بیٹی کو ان کی زوجیت میں لوٹا دیا۔

۷: داماد کی زوجیت میں اپنی پہلی بیٹی کی وفات پر انہیں دوسری بیٹی کا رشتہ دے دیا۔

۸: داماد اور اپنی بیٹی کے درمیان کھٹ پٹ کی صورت میں خود داماد کے پاس تشریف لے گئے، ان کے جسم سے مٹی کو اپنے دستِ مبارک سے صاف کیا، ازراہِ مزاح ابوتراب [مٹی والے] کے لقب سے آواز دی اور بیٹی کے ساتھ نزاع کے

حوالے سے کسی بھی قسم کی کوئی بات نہ کی۔

۹: داماد کو غم اور سختی کے وقت پڑھنے والی دعا، قرض ادا کروانے والی دعا اور نماز کے بعد اور بستر پر آنے کے بعد پڑھنے والے کلمات سکھلائے۔

۱۰: داماد کے لیے گندگی سے دوری، خوب پاکیزگی، دل کی راہنمائی، ثباتِ لسان، مرض سے شفایابی اور گرمی اور سردی کا احساس ختم ہونے کی دعائیں کی۔ [1]

مذکورہ بالا باتوں سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے، کہ نبی کریم ﷺ کے نزدیک بیٹی کی شان وعظمت کس قدر بلند و بالا تھی۔

اے اللہ کریم! ہمیں بھی اپنی بیٹیوں سے ایسا ہی معاملہ کرنے کی توفیق نصیب فرمایئے۔ آمین یا حي یا قیوم.

[1] ان سب باتوں کی تفصیل اور متعلقہ حوالہ جات کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب ''نبی کریم ﷺ بحیثیتِ والد''

حرفِ آخر

اپنے رب رحمٰن ورحیم کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں، کہ انہوں نے مجھ ایسے کمزور اور ناتواں بندے کو اس اہم موضوع کے متعلق کام کرنے کی توفیق سے نوازا، فَلَهُ الْحَمْدُ عَدَدَ مَا خَلَقَ ، وَلَهُ الْحَمْدُ مِلْءَ مَا خَلَقَ ، وَلَهُ الْحَمْدُ عَدَدَ مَا فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ ، وَلَهُ الْحَمْدُ مِلْءَ مَا فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ ، وَلَهُ الْحَمْدُ عَدَدَ مَا أَحْصَى كِتَابُهُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ ، وَلَهُ الْحَمْدُ مِلْءَ كُلِّ شَيْءٍ .

اب انہی سے اس ناتمام کوشش کی قبولیت، اور اس کو میرے اور امت کے لیے نافع اور مفید بنانے اور اس میں موجود خلل، نقص، تقصیر اور کوتاہی کی معافی کی انتہائی عاجزانہ التجا ہے۔ إِنَّهُ جَوَادٌ كَرِيمٌ .

ا: خلاصۂ کتاب:

کتاب میں بیان کردہ باتوں کا خلاصہ یہ ہے:

ا: اللہ کریم نے قرآن کریم میں بیٹیوں کا ذکر بیٹوں سے پہلے فرمایا۔ اور اس سے۔ بقول امام ابن قیم۔ یہ واضح کرنا مقصود تھا، کہ تمہاری طرف سے نظر انداز کی ہوئی یہ حقیر قسم میرے نزدیک ذکر میں مقدم ہے، یا۔ بقول علامہ الوسی۔ ان کی کمزوری کے پیشِ نظر، ان کا خصوصی خیال رکھنے کی تاکید کی خاطر انہیں ذکر میں مقدم کیا گیا۔

۲: بیٹیوں کی پیدائش پر افسردہ ہونا کافروں کی قابلِ مذمّت صفات میں سے ہے۔

امام احمد بیٹیوں کی ولادت پر فرمایا کرتے تھے، کہ حضرات انبیاء علیہم السلام بیٹیوں کے باپ تھے۔ بیٹیوں کی بجائے صرف بیٹوں کی ولادت پر مبارک باد دینا طریقہ جاہلیت ہے۔ دونوں کی ولادت پر مبارک باد دی جائے یا دونوں موقعوں پر خاموشی اختیار کی جائے۔

۳: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں کو ناپسند کرنے سے منع فرمایا اور انہیں پیار کرنے والیاں اور بیش قیمت قرار دیا۔

۴: نیک بیٹیاں اپنے والدین کے لیے ثواب و امید میں بیٹوں سے بہتر ہوتی ہیں۔

۵: تین بیٹیاں اپنے محسن باپ کے لیے دوزخ کی آگ کے مقابلہ میں رکاوٹ ہوں گی۔ اگر کسی کی دو بیٹیاں ہوں، بلکہ صرف ایک بیٹی ہی ہو، تو وہ بھی اپنے محسن باپ کے لیے جہنم کی آگ کے مقابلہ میں رکاوٹ ہوگی۔

❀ بیٹیوں کی کفالت کا ثواب بیٹوں کی کفالت سے زیادہ ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹوں کی کفالت کے بارے میں کسی ایسی بات کا ذکر نہیں فرمایا۔

❀ بیٹیوں کے دوزخ کی آگ سے رکاوٹ بننے سے مراد یہ ہے، کہ ان کے ساتھ احسان کی بدولت، اللہ تعالیٰ ان کے باپ کو جہنم کی آگ سے محفوظ کردیں گے۔

❀ بیٹیوں کے ساتھ احسان کرنے میں ان پر صبر کرنا، انہیں کھلانا، پلانا، پہنانا، ان پر خرچ کرنا، ان کی شادی کرنا، انہیں اچھے آداب سکھلانا، ان کے لیے جگہ مہیا کرنا، ان پر شفقت کرنا، ان کی کفالت کرنا، ان کے ساتھ عمدہ طرزِ عمل اختیار کرنا اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، سب باتیں شامل ہیں۔

❀ احسان کے لیے مذکورہ بالا باتوں کی واجب الذمہ حد کو پورا کرنا کافی نہیں، بلکہ اس سے زیادہ کرتے ہوئے بیٹیوں کو اپنے اوپر ترجیح دینا شامل ہے۔

❀ احسان میں یہ شرط بھی ہے، کہ شریعت کے مطابق ہو، خلافِ شریعت کچھ بھی کیا جائے، وہ احسان نہیں۔

❀ ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق احسان کرنے کا مکلّف ہے۔

❀ بیٹیوں کے ساتھ احسان ساری زندگی جاری رہتا ہے۔ ان کے بڑی عمر کی ہونے یا ان کی شادی ہونے سے احسان ختم نہیں ہوتا، البتہ حالات کی تبدیلی سے احسان کی نوعیت بدلتی رہتی ہے۔

۶: دو بیٹیاں اپنے محسن باپ کو جنت میں داخل کروانے کا سبب بنیں گی۔ اگر کسی کی صرف ایک ہی بیٹی ہو، اور وہ اس کے ساتھ احسان کرے، تو اللہ تعالیٰ اسی ایک بیٹی کو اپنے باپ کے جنت میں داخلہ کا سبب بنا دیں گے۔

۷: دو بیٹیوں کی، ان کے مستغنی ہونے تک، کفالت کرنے والا روزِ قیامت نبی کریم ﷺ کی قربت پائے گا۔

کفالت سے مراد ان کے نان ونفقہ، تعلیم وتربیت اور اسی قسم کی دوسری ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا قرب جنت میں داخلہ کے وقت، یا مقام ومرتبہ میں، یا دونوں ہی صورتوں میں حاصل ہوگا۔

۸: بیٹیوں کو اپنی ذات پر ترجیح دینے والے والدین کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے، وہ دوزخ کی آگ سے آزادی پاتے ہیں اور اللہ رب العزت کی رحمت کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

۹: بیٹی کی رضا مندی کے بغیر اس کا نکاح کرنے کی اجازت نہیں۔ باپ یا ولی کی

طرف سے اس کی مرضی کے بغیر کئے ہوئے نکاح کے ختم کرنے کا بیٹی کو اختیار حاصل ہوتا ہے، چاہے وہ بیوہ ہو یا دوشیزہ۔ بیٹی کی موافقت رشتہ کا معاملہ طے کرنے سے پہلے لینی چاہیے، نیز دوشیزہ کو آگاہ کرنا چاہیے، کہ اس کی خاموشی کو اس کی رضامندی تصور کیا جائے گا۔

اسی طرح باپ یا ولی کے بغیر بیٹی کا کیا ہوا نکاح بھی باطل ہے، خواہ وہ بیٹی بیوہ ہو یا دوشیزہ۔

شرطِ ولی کے نکاح میں رکاوٹ بننے کو روکنے کے لیے اسلامی شریعت میں متعدد تدبیریں ہیں۔ انہی میں سے ولی کے نہ ہونے کی صورت میں حاکم کا ولی ہونا، ولی اور سلطان دونوں کے نہ ہونے کے وقت عادل شخص کا نکاح کروانا، بے رابطہ غائب، گم شدہ، قیدی اور نا اہل اولیاء کی ولایت کا دوسروں کو منتقل ہونا، باہمی تنازعہ کرنے والوں کی ولایت کا حاکم کو منتقل ہونا اور بے جا حمیت اور ذاتی مصلحت کی بنا پر نکاح میں رکاوٹ بننے کی ممانعت شامل ہیں۔

۱۰: ہدیہ میں ساری اولاد کا حصہ برابر ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں ان کے درمیان عدمِ مساوات کو آنحضرت ﷺ نے ظلم، نادرست اور خلافِ حق قرار دیا ہے۔ ہدیہ میں بیٹی کے بیٹے کے برابر حصہ کے متعلق علماء کے اختلاف کے باوجود اس بارے میں صحیح تر بات یہی ہے، کہ ان کے درمیان برابری کو برقرار رکھنا فرض ہے۔

علاوہ ازیں درست رائے یہ ہے، کہ ہدیہ میں بیٹی اور بیٹے کا حصہ وراثت کی تقسیم کے مطابق نہیں، بلکہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق برابر برابر ہوتا ہے۔

۱۱: بیٹوں کی طرح بیٹی کا بھی وراثت میں حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آیات شریفہ نازل فرمائیں۔ اور ان میں اپنے بیان کردہ احکامات کی تاکید متعدد باتوں سے کی، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

ا: اپنے فرمان کی ابتدا ﴿یُوۡصِیۡکُمُ اللّٰہُ﴾ [اللہ تعالیٰ تمہیں وصیت فرماتے ہیں] سے کی۔

ب: تقسیمِ وراثت میں اللہ تعالیٰ نے بیٹی کے حصہ کو معیار ٹھہراتے ہوئے فرمایا، کہ ایک بیٹے کے لئے دو بیٹیوں کے برابر حصہ ہے۔

ج: وراثت کی تقسیم کے احکام بیان کرنے کے بعد فرمایا، کہ تمہیں خبر نہیں، کہ تمہارے وارثوں میں سے تمہارے لیے زیادہ نفع والا کون ہے؟ اسی لیے اس بارے میں تمہاری دخل اندازی درست نہیں۔

د: پھر فرمایا: ﴿فَرِیۡضَۃً مِّنَ اللّٰہِ﴾ کہ وراثت کی تقسیم اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ ہے، لہٰذا اس میں کسی کی رائے کو کچھ دخل نہیں۔

ہ: اللہ تعالیٰ نے عورتوں کا وراثت میں حق جداگانہ طور پر بیان فرمایا، تاکہ یہ بات واضح ہو جائے، کہ وہ ذاتی حیثیت سے وراثت کا استحقاق رکھتی ہیں۔

و: انہیں ترکہ کی ہر چیز میں، خواہ وہ تھوڑی ہو یا زیادہ وارث ٹھہرایا، تاکہ کسی بھی مال کو بعض ورثاء کے ساتھ مخصوص نہ کیا جائے۔

ز: آیت کریمہ کے آخر میں ﴿نَصِیۡبًا مَّفۡرُوۡضًا﴾ فرما کر واضح کیا، وراثت میں حصوں کی تعیین اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے، بندوں کا اس میں کوئی دخل نہیں۔

نبی کریم ﷺ نے وراثت میں بیٹی کے حصہ کی حفاظت کی خاطر ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کرنے کی اجازت نہ دی۔

وراثت میں بیٹے کا حصہ بیٹی کے مقابلے میں دگنا ہونے کا سبب بیٹے پر خود اپنے آپ پر اور اہل وعیال پر خرچ کرنے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ بیٹی پر کسی پر خرچ

کرنے کی ذمہ داری نہیں ہوتی۔ بلکہ شادی سے پہلے اس کے ذاتی اخراجات کی ذمہ داری باپ پر، اور شادی کے بعد خاوند پر ہوتی ہے۔

۱۲: اللہ تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت کے بتوں کے نام پر وقف کردہ چوپاؤں سے حاصل ہونے والی بعض چیزوں کو بیٹوں کے لیے مخصوص کرنے کی مذمت فرمائی ہے۔

اس سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

ا: اللہ تعالیٰ کے لیے وقف شدہ چیز کے فوائد کو بیٹوں کے لیے مخصوص کرنا باطل ہے اور ایسا وقف منسوخ ہوگا۔

ب: کھانے پینے کی بعض چیزوں کی بیٹوں کے لیے تخصیص اور بیٹیوں کو اس سے محروم رکھنا ناجائز ہے۔

ب: اپیل:

اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے، میں درخواست کرتا ہوں:

۱: اہل علم اور طالب علم بہن بھائیوں سے، کہ وہ اسلام میں بیٹی کے مقام کو خود سمجھیں اور اس کو اہلِ اسلام بلکہ پوری انسانیت کے لیے بیان کرنے کی مقدور بھر کوشش کریں۔

۲: والدین سے، کہ وہ اپنی بیٹیوں کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ شان وعظمت کو پہچانیں اور اس کے مطابق ان سے سلوک کریں۔

۳: بیٹیوں سے، کہ وہ اسلامی شریعت میں بیان کردہ اپنی حیثیت سے آگاہی حاصل کریں۔ اس بارے میں جاہلوں کی یاوہ گوئی اور اسلام دشمنوں کی ہرزہ سرائی سے متاثر نہ ہوں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عظیم الشان مقام ملنے پر زبان، دل اور عمل سے ان کا شکر ادا کرتی رہیں۔

۴: شوہر، ساس، سسر اور شوہر کے خاندان کے دوسرے افراد: دیور، جیٹھ اور نندوں وغیرہ سے، کہ وہ اپنے گھروں میں آنے والی لوگوں کی بیٹیوں کے متعلق یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں، کہ لوگوں نے اپنی بہت ہی قیمتی متاع ان کے سپرد کی ہے، اور جو طرزِ عمل وہ ان کے ساتھ اختیار کریں گے، غالبًا ویسا ہی معاملہ دوسروں کے گھروں میں جانے والی ان کی بیٹیوں سے کیا جائے گا۔ لہٰذا دوسرے لوگوں کی بیٹیوں کے ساتھ بُرا سلوک کر کے اپنی بیٹیوں کے لیے کانٹے نہ بوئیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ ، وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ .

المراجع والمصادر

١ـ "الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان" للأمير علاء الدين الفارسي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ، بتحقيق الشيخ شعيب الارناؤوط.

٢ـ "أحكام القرآن" للإمام ابن العربي، ط: دارالمعرفة بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق ا: محمد البجادي.

٣ـ "الأدب المفرد" للإمام البخاري، ط: عالم الكتب بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ، بترتيب وتقديم الأستاذ كمال يوسف الحوت.

٤ـ "إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل" للشيخ الألباني، ط: المكتب الإسلامي، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ، بإشراف الشيخ زهير الشاويش.

٥ـ "الإكليل في استنباط التنزيل" للعلّامة السيوطي، ط: دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

٦ـ "إكمال إكمال المعلّم" للعلّامة الأبي، ط: دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ، بتحقيق الأستاذ محمد سالم هاشم.

٧ـ "بهجة النفوس وتحلّيها بمعرفة ما لها وما عليها" (شرح مختصر صحيح البخاري) المسمّى بـ[مجمع النهاية في بدء الخبر والنهاية] للإمام ابن أبي جمرة الأندلسي، ط: دارالجيل بيروت، الطبعة الثانية ١٩٧٩م.

٨ـ "تحرير ألفاظ التنبيه" أو "لغة الفقه" للإمام النووي، ط: دارالقلم

دمشق، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ، بتحقيق ا. عبد الغني الدقر.

٩ـ "تحفة الأحوذي" شرح جامع الترمذي للشيخ محمد عبد الرحمن المباركفوري، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

١٠ـ "تحفة المودود في أحكام المولود" للإمام ابن قيم الجوزية، ط: شركة الجزائرية اللبنانية الجزائر، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

١١ـ "تفسير البحر المحيط" للعلّامة أبي حيان الأندلسي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ، بتحقيق الشيخ عادل أحمد وزملائه.

١٢ـ "تفسير البيضاوي" المسمَّى بـ "أنوار التنزيل وأسرار التأويل" للقاضي البيضاوي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

١٣ـ "تفسير التحرير والتنوير" للشيخ محمد طاهر بن عاشور ط: الدار التونسية للنشر تونس، سنة الطبع ١٩٨٤م.

١٤ـ "تفسير السعدى" المسمَّى بـ "تيسير القرآن الكريم في تفسير كلام المنّان" للشيخ عبد الرحمٰن بن ناصر السعدي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ، بتحقيق الشيخ عبد الرحمن بن معلّا اللويحق.

١٥ـ "تفسير أبي السعود" المسمَّى بـ "إرشاد العقل السليم إلى مزايا القرآن الكريم" للقاضي أبي السعود، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

١٦ـ "تفسير الطبرى" المسمَّى بـ "جامع البيان من تأويل آي القران" للإمام الطبري، ط: دار المعارف بمصر، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق الشيخين محمود محمد شاكر وأحمد محمد شاكر.

١٧ـ "تفسير القرطبى" المسمَّى بـ "الجامع لأحكام القران" للإمام أبى

عبدالله القرطبي . ط: دار إحياء التراث العربي بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع .

١٨ـ "التفسير القيم" للإمام ابن القيم ، جمعه الشيخ محمد أويس الندوي وحققه الشيخ محمد حامد الفقي ، ط: دارالفكر بيروت ، سنة الطبع ١٤٠٨هـ .

١٩ـ "التفسير الكبير" المسمَّى بـ "مفاتيح الغيب" للعلّامة الرازي ، ط: دارالكتب العلمية طهران ، الطبعة الثالثة ، بدون سنة الطبع .

٢٠ـ "تفسير ابن كثير" المسمَّى بـ "تفسير القرآن العظيم" للحافظ ابن كثير ، ط: دار الفيحاء دمشق ودارالسلام بالرياض ، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ ، بتقديم الشيخ عبد القادر الأرناؤوط .

٢١ـ "تفسير المراغي" للشيخ أحمد مصطفى المراغي ، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت ، الطبعة الثالثة ١٣٩٤هـ .

٢٢ـ "تفسير المنار" للشيخ السيد محمد رشيد رضا ، ط: دارالمعرفة بيروت ، الطبعة الثانية ، بدون سنة الطبع .

٢٣ـ "التلخيص" (المطبوع بذيل المستدرك على الصحيحين): ط: دارالمعرفة بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع .

٢٤ـ "تهذيب التهذيب" للحافظ ابن حجر ، ط: مجلس دائرة المعارف النظامية حيدر آباد الدكن ، الطبعة الأولى ١٣٢٥هـ .

٢٥ـ "تهذيب السنن" للإمام ابن القيم (المطبوع مع عون المعبود شرح سنن أبي داود)، ط: دارالكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ .

٢٦ جامع الترمذي (المطبوع مع تحفة الأحوذي)، ط:، دارالكتب العلمية بيروت ، *الطبعة الأولى* ١٤١٠هـ .

٢٧ـ "حجة الله البالغة" للشاه ولي الله الدهلوي ، ط: المكتبه السلفية

لاهور، سنة الطبع ١٣٩٥هـ.

٢٨ـ "حضارة العرب" للدكتور غوستاف لوبون، نقله إلى العربية ا. عادل زعيتر، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٩هـ.

٢٩ـ "روح المعانى في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني" للعلامه محمود الألوسي، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، الطبعة الرابعة ١٤٠٥هـ.

٣٠ـ "زاد المعاد في هدي خير العباد ﷺ" للإمام ابن قيّم الجوزية، ط: مؤسسة الرسالة ومكتبة المنار الإسلامية، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ، بتحقيق الشيخين شعيب الأرناؤوط و عبد القادر الأرناؤوط.

٣١ـ "سبل السلام شرح بلوغ المرام" للعلّامة محمد بن إسماعيل الأمير الصنعاني، ط: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ، بتحقيق الشيخ محمد عبد القادر الأرناؤوط.

٣٢ـ "سلسلة الأحاديث الصحيحة" للشيخ الألباني، ط: المكتب الإسلامي، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

٣٣ـ "سنن الدار قطني" ط: حديث اكادمى فيصل آباد، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٣٤ـ "سنن أبي داود" (المطبوع مع عون المعبود) للإمام سليمان ابن الأشعث السجستاني، دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

٣٥ـ "السنن الكبرى" الإمام البيهقي، ط: دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ، بتحقيق الشيخ حسن عبد المنعم شلبى.

٣٦ـ "سنن ابن ماجه" للإمام أبي عبد الله القزوينى، ط: شركة الطباعة العربية السعودية، الطبعة الثانية ١٤٠٤هـ، بتحقيق د. محمد مصطفى

الأعظمی.

٣٧۔ "سیر أعلام النبلاء" للحافظ الذهبی ، ط: مؤسسة الرسالة بیروت، الطبعة التاسعة ١٤١٣هـ ، بتحقيق الشيخ شعيب الأرناؤوط والشيخ مأمون الصاغرجي.

٣٨۔ "شرح صحيح البخاري لابن بطال" ط: مكتبة الرشد الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ، بتحقيق الأستاذ ابی تمیم یاسر بن إبراهيم.

٣٩۔ "شرح النووی علی صحيح مسلم" للإمام النووي، ط: دارالفكر بيروت، بدون الطبعة، سنة الطبع ١٤٠١هـ.

٤٠۔ "صحيح الأدب المفرد" للإمام البخاري بقلم الشيخ الألباني، نشر: دارالصديق الجبيل، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

٤١۔ "صحيح البخاري" (المطبوع مع فتح الباري) للإمام محمد ابن إسماعيل البخاري، نشر و توزيع: رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٤٢۔ "صحيح سنن الترمذي" اختيار الشيخ الألباني، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ، بإشراف الشيخ زهير الشاويش.

٤٣۔ "صحيح سنن ابي داود" صحّح أحاديثه الشيخ الألباني، ط: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ، بإشراف الشيخ زهير الشاويش.

٤٤۔ "صحيح سنن ابن ماجه" صحّح أحاديثه الشيخ الألباني، ط: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الثالثة ١٤٠٨هـ، بإشراف الشيخ زهير الشاويش.

٤٥ـ "صحيح سنن النسائي" صحّح أحاديثه الشيخ الألباني، ط: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ، بإشراف الشيخ زهير الشاويش.

٤٦ـ "صحيح مسلم" للإمام مسلم بن الحجاج القشيرى، نشر و توزيع: رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية، بدون الطبعة، سنة الطبع ١٤٠٠هـ.

٤٧ـ "عون المعبود شرح سنن أبي داود" للعلّامة أبي الطيب العظيم آبادي، ط: دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

٤٨ـ "الفتاوى الشرعية في المسائل العصرية من فتاوى علماء انبلد الحرام" جمع وتخريج د: خالد بن عبد الرحمن الجريسى، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

٤٩ـ "فتح الباري" للحافظ ابن حجر، نشر و توزيع: رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٥٠ـ "في ظلال القران" للأستاذ سيد قطب، ط: دارالشروق، بيروت، الطبعة الرابعة ١٣٩٧هـ.

٥١ـ "الكامل في ضعفاء الرجال" للإمام ابن عدي، ط: دار الفكر بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٤هـ.

٥٢ـ "كتاب التعريفات" للعلّامة الجرجاني، الناشر: دارالكتاب العربي بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ، بتحقيق ا: ابراهيم الأبيارى.

٥٣ـ "كتاب الكافي في فقه أهل المدينة المالكي" للعلّامة ابن عبد البر القرطبي، ط: مكتبة الرياض الحديثة الرياض، بتحقيق د: محمد أحمد.

٥٤- "الكشاف عن حقائق التنزيل وعيون الأقاويل من وجوه التنزيل" للعلّامة الزمخشري، ط: دارالمعرفة بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٥٥- "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" للحافظ الهيثمی، ط: دارالكتاب العربي بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٢هـ.

٥٦- "مجموع فتاوى شيخ الإسلام ابن تيمية"، جمع و ترتيب: الشيخ عبد الرحمن بن محمد بن قاسم وابنه الشيخ محمد، ط: مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف بالمدينة الطيبة، سنة الطبع ١٤١٦هـ.

٥٧- "المحلّى" للإمام ابن حزم، ط: المكتب التجاري للطباعة والنشر والتوزيع بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٥٨- "مختصر الخرقي" (المطبوع مع المغني)، ط: هجر القاهرة، الطبعة الثانية ١٤١٢هـ، بتحقيق، د. عبدالله التركی و د. عبدالفتاح الحلو.

٥٩- "مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح" للعلامة الملّا علي القاري، ط: المكتبة التجارية مكة المكرمة، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق الأستاذ صدقي محمد جميل العطار.

٦٠- "المستدرك على الصحيحين" للإمام أبي عبد الله الحاكم، ط: دارالكتاب العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٦١- "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، ط: دارالمعارف بمصر، الطبعة الثالثة ١٣٦٨هـ [أو: ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ].

٦٢- "مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه" للحافظ البوصيرى، ط: دارالجنان بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ، مع دراسة وتقديم الأستاذ كمال يوسف الحوت.

٦٣ـ "المصنف" للحافظ ابن أبي شيبة، ط: الدر السلفية بومبائی الهند.
٦٤ـ "المصنف" للإمام عبد الرزاق الصنعاني، ط: المجلس العلمي، بجنوب افريقيا، الطبعة الأولى ١٣٩٠هـ، بتحقيق الشيخ حبيب الرحمن الأعظمي.
٦٥ـ "معالم السنن" للإمام سليمان الخطابي، ط: المكتبة العلمية بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.
٦٦ـ "المغنى" للعلّامة ابن قدامة، ط: هجر القاهرة، الطبعة الثانية ١٤١٢هـ، بتحقيق د. عبدالله التركى و د. عبدالفتاح الحلو.
٦٧ـ "مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج" للشيخ محمد الخطيب الشربينى، ط: دارالفكر بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.
٦٨ـ "المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم" للحافظ أبي العباس أحمد القرطبي، ط: دار ابن كثير ودارالكلم الطيب، الطبعة الاولى ١٤١٧هـ، بتحقيق الشيخ محي الدين ديب مستو ورفقائه.
٦٩ـ "مكمّل إكمال الإكمال" للإمام محمد بن محمد السنوسي، ط: دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ، بضبط وتصحيح ا. محمد سالم هاشم.
٧٠ـ "نزهة النظر في شرح نخبة الفكر" للحافظ ابن حجر، ط: قرآن محل كراتشى، بدون الطبعة وسنة الطبع.
٧١ـ "نصيحة وتنبيه على مسائل في النكاح مخالفة للشرع" للشيخ ابن باز، نشر و توزيع: رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية.
٧٢ـ "نيل الأوطار فى شرح منتقى الأخبار" للعلّامة الشوكاني، نشر وتوزيع، رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة

والإرشادبالمملكة العربية السعودية، بدون الطبعة وسنة الطبع .
٧٣. "هامش الإحسان" للشيخ شعيب الأرناؤوط، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
٧٤. "هامش زاد المعاد" للشيخين شعيب الأرناؤوط وعبد القادر الأرناؤوط، ط: مؤسسة الرسالة ومكتبة المنار الإسلامية، الطبعة الاولى ١٣٩٩هـ.
٧٥۔ "هامش المسند" للشيخ أحمد شاكر، ط: دارالمعارف بمصر، الطبعة الثالثة ١٣٦٨هـ.
٧٦۔ "هامش المسند" للشيخ شعيب الأرناؤوط ورفقائه، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

اردو کتب:

۱: "تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن" ڈاکٹر محمد لقمان السلفی، ط: دار الداعی الریاض و علامہ ابن باز اسلامک اسٹڈیز سنٹر ہند، ساتواں ایڈیشن۔
۲: "سیرۃ النبی ﷺ" مولانا شبلی نعمانی و مولانا سید سلیمان ندوی، ط: دار الاشاعت، کراچی۔
۳: "نبی کریم ﷺ بحیثیت والد" ڈاکٹر فضل الٰہی، ط: دارالنور، اسلام آباد۔

مؤلف کی کتب

عربی کتب:

١۔ التقویٰ أهميتها وثمرتها وأسبابها

٢۔ الأذكار النافعة

٣۔ فضل آية الكرسي و تفسيرها

٤۔ إبراهيم عليه الصلاة والسلام أباً

٥۔ حب النبي ﷺ وعلاماته

٦۔ وسائل حب النبي ﷺ

٧۔ مختصر حب النبي ﷺ و علاماته

٨۔ النبي الكريم ﷺ معلماً

٩۔ أهمية صلاة الجماعة (في ضوء النصوص وسير الصالحين)

١٠۔ من تصلي عليهم الملائكة ومن تلعنهم

١١۔ فضل الدعوة إلى الله تعالیٰ

١٢۔ ركائز الدعوة إلى الله تعالیٰ

١٣۔ الحرص علیٰ هداية الناس(في ضوء النصوص وسير الصالحين)

١٤۔ السلوك وأثره في الدعوة إلى اللّٰه تعالیٰ

١٥۔ من صفات الداعية: مراعاة أحوال المخاطبين(في ضوء الكتاب والسنة)

١٦۔ من صفات الداعية: اللين والرفق

١٧۔ الحسبة: تعريفها ومشروعيتها و وجوبها

١٨۔ الحسبة في العصر النبوي وعصر الخلفاء الراشدين رضی اللہ عنہم

١٩۔ شبهات حول الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر

٢٠۔ مسؤولية النساء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر(في ضوء النصوص و سير الصالحين)

٢١۔ حكم الإ نكار في مسائل الخلاف

٢٢۔ الاحتساب على الوالدين: مشروعيته، ودرجاته، وآدابه

٢٣۔ الاحتساب على اللأطفال

٢٤۔ قصة بعث أبي بكر جيش أسامة رضي الله عنهما(دراسة دعوية)

٢٥۔ مفاتيح الرزق(في ضوء الكتاب والسنة)

٢٦۔ التدابير الواقية من الزنا في الفقه الإسلا مي

٢٧۔ التدابير الواقية من الربا في الإسلام

٢٨۔ شناعة الكذب وأنواعه

٢٩۔ لاتيئسوا من روح الله

٣٠۔ عظيم منزلة البنت ومكانتها

اردو کتب:

۱۔ تقویٰ: اہمیت، برکات، اسباب

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا قصہ

۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے اسباب

۵۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم

۶۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت والد

۷۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اس کی علامتیں

۸۔ بیٹی کی شان وعظمت

۹۔ فرشتوں کا دُرود پانے والے اور لعنت پانے والے

۱۰۔ قرض کے فضائل و مسائل
۱۱۔ فضائلِ دعوت
۱۲۔ دعوتِ دین کس چیز کی طرف دی جائے؟
۱۳۔ دعوتِ دین کیسے دیں؟
۱۴۔ دعوتِ دین کون دے؟
۱۵۔ دعوتِ دین کہاں دیں؟
۱۶۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری
۱۷۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے متعلق شبہات کی حقیقت
۱۸۔ والدین کا احتساب
۱۹۔ بچوں کا احتساب
۲۰۔ مسائلِ قربانی
۲۱۔ مسائلِ عیدین
۲۲۔ لشکرِ اُسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی
۲۳۔ رزق کی کنجیاں
۲۴۔ جھوٹ کی سنگینی اور اقسام
۲۵۔ حج و عمرہ کی آسانیاں
۲۶۔ حج و عمرہ کی آسانیاں (مختصر)
۲۷۔ باجماعت نماز کی اہمیت
۲۸۔ باجماعت نماز کی اہمیت (مختصر)
۲۹۔ آیت الکرسی کے فضائل اور تفسیر
۳۰۔ زنا کی سنگینی اور اس کے برے اثرات

۳۱۔ زنا سے بچاؤ کی تدبیریں (زیرِ طبع)

۳۲۔ اذکارِ رزق (زیرِ طبع)

دیگر زبانوں میں:

بنگالی:

۱۔ اذکارِ نافعہ

۲۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں

۳۔ باجماعت نماز کی اہمیت

۴۔ حج وعمرہ کی آسانیاں (مختصر)

۵۔ فرشتوں کا درود پانے والے اور لعنت پانے والے

۶۔ بیٹی کی شان وعظمت

۷۔ رزق کی کنجیاں

۸۔ فضائل دعوت

۹۔ آیت الکرسی کے فضائل اور تفسیر

۱۰۔ لاتیئسوا من روح الله

انڈونیشی:

۱۔ اذکارنافعہ

۲۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں

۳۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں (مختصر)

۴۔ رزق کی کنجیاں

۵۔ فرشتوں کا درود پانے والے اور لعنت پانے والے

۶۔ لاتیئسوا من روح الله

فرانسیسی:

۱۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں (مختصر)

انگریزی:

۱۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں

۲۔ لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی

۳۔ بیٹی کی شان و عظمت

۴۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری (زیر طبع)

فارسی:

۱۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں

مصنف کے تیار کردہ پوسٹر

۱۔ دعا کی شان و عظمت

۲۔ قبولیتِ دعا کے اسباب

۳۔ مرادیں پورا کروانے والی دعا

۴۔ پریشانی کو راحت سے بدلنے والی دُعا

۵۔ اولاد کے لیے چودہ دُعائیں

۶۔ نبی کریم ﷺ کی اطاعت کے فوائد اور نافرمانی کے نقصانات

۷۔ نبی کریم ﷺ کا قُرب دلوانے والے اعمال

۸۔ رزق کی کنجیاں

۹۔ چار مفید اور تین نقصان والے کام

www.KitaboSunnat.com

مؤلف کے قلم سے

باجماعت نماز کی اہمیت

اس کتاب کے موضوعات:

۱: فضائل جماعت کے متعلق ۴۱ عناوین کے ضمن میں تفصیلی گفتگو

۲: فرضیت جماعت کے بارے میں ۱۱ عناوین کے تحت دلائل کا بیان

۳: باجماعت نماز کے لیے رسولِ کریم ﷺ کے اہتمام کے ۶ واقعات

۴: باجماعت نماز کے لیے سلف صالحین کے اہتمام کے ۳۰ واقعات

۵: باجماعت نماز کے متعلق ۴۴ علمائے اُمت کے اقوال

خصائل کتاب:

❀ کتاب کی اساس کتاب وسنت

❀ ضعیف اور غیر ثابت شدہ احادیث سے کلی اجتناب

❀ مختلف مکاتب فکر کے علماء کے اقول ان کے ہاں معتبر کتابوں سے منقول

صفحات: ۲۰۲ مجلد

مؤلف کے قلم سے:

نبی کریم ﷺ سے محبّت اور اس کی علامتیں

کتاب کے موضوعات:

ا: نبی کریم ﷺ کے ساتھ ساری مخلوق سے زیادہ محبت کرنے کی فضیلت

۲: آنحضرت ﷺ کی محبت کے دنیا و آخرت میں ثمرات وفوائد

۳: آنحضرت ﷺ سے محبت کی چار علامتیں:

ا: آنحضرت ﷺ کے دیدار اور صحبت کی شدید تمنا

ب: آنحضرت ﷺ پر سب کچھ نچھاور کرنے کا کامل استعداد

ج: آنحضرت ﷺ کی مکمّل اطاعت

د: آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کی خاطر جان و مال کی قربانی کے لیے مستعد رہنا

۴: آنحضرت ﷺ کی محبت کے متعلق حضراتِ صحابہ کے ۱۳۶ ایمان افروز سنہری واقعات

تنبیہ:......شانِ مصطفیٰ کے بیان میں راہِ اعتدال سے نہ ہٹنا

نبی کریم ﷺ بحیثیتِ والد

کتاب کے موضوعات:

١۔ اولاد اور نواسوں کی ملاقات کے لئے تشریف لے جانا

٢۔ بیٹی کا حسنِ استقبال

٣۔ بیٹیوں کی اولاد سے شدید پیار

٤۔ اولاد کے لیے دعائیں

٥۔ اولاد کی تعلیم کا اہتمام

٦۔ نواسوں کو کھلانا ہنسانا

٧۔ بیٹیوں کی عائلی زندگی سے تعلق

٨۔ نواسوں کے معاملات سے گہری دلچسپی

٩۔ بیٹی اور داماد کی ضرورت پر فقیر طلبہ کی ضرورت کو ترجیح

١٠۔ بیٹی اور داماد کو نمازِ تہجد کی ترغیب

١١۔ صاحبزادی کو دنیوی زیب و زینت سے دور رکھنا

١٢۔ بیٹی کو دوزخ سے بچاؤ کی خود کوشش کرنے کی تلقین

١٣۔ اولاد کا احتساب

١٤۔ دامادوں سے گہرا تعلق اور معاملہ

١٥۔ اولاد کی بیماری اور وفات پر صبر

١٦۔ شدتِ غم کے باوجود بیٹیوں کی تجہیز و تکفین کا بندوبست

١٧۔ بیٹیوں کو صبر کی تلقین

دار النور اسلام آباد
0321-5336844
0333-5139853